حُبِّ دنیا اور لمبی اُمیدوں کی مذمت اور نیکیوں کی ترغیب پر مشتمل روایات و حکایات کا مجموعہ

اَلزُّهْدُ وَقَصْرُ الْاَمَل

ترجمہ بنام

دنیا سے بے رغبتی اور اُمیدوں کی کمی

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے۔

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC 1286

دنیا کی محبت اور لمبی امیدوں سے نجات پانے کے لئے رہنما تالیف

اَلزُّھْدُ وَقَصْرُ الْاَمَل

ترجمہ بنام

دنیا سے بے رغبتی اور اُمیدوں کی کمی

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ تراجم کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نام کتاب : دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی

ترجمہ : اَلزُّھْدُ وَ قِصَرُ الْاَمَل

مؤلف : الشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ تراجم کتب)

سن طباعت : ذوالحجۃ الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق دسمبر 2007ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

❋......**کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی فون: 021-32203311

❋......**لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ فون: 042-37311679

❋......**سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار فون: 041-2632625

❋......**کشمیر** : چوک شہیداں، میر پور فون: 058274-37212

❋......**حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن فون: 022-2620122

❋......**ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ فون: 061-4511192

❋......**اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال فون: 044-2550767

❋......**راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ فون: 051-5553765

❋......**خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ فون: 068-5571686

❋......**نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB فون: 0244-4362145

❋......**سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ فون: 071-5619195

❋......**گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ فون: 055-4225653

❋......**پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net Ph:4921389-90-91 Ext:1268

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

’’حُبِّ دنیا سے تو بچا یا رب!‘‘ کے 17 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ’’17 نیّتیں‘‘

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** ٥ مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ٥٩٤٢، ج٦، ص١٨٥)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿۱﴾ ہر بار حمد و ﴿۲﴾ صلوٰۃ اور ﴿۳﴾ تعوُّذ و ﴿۴﴾ تَسمِیّہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔﴿۵﴾ رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔ ﴿۶﴾ حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور ﴿۷﴾ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿۸﴾ قرآنی آیات اور ﴿۹﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿۱۰﴾ جہاں جہاں ’’اللہ‘‘ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿۱۱﴾ جہاں جہاں ’’سرکار‘‘ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا۔ ﴿۱۲﴾ اس روایت ’’عِنْدَ ذِکْرِ الصّٰلِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رَحمت نازِل ہوتی ہے۔‘‘ (حلیۃ الاولیاء، حدیث ١٠٧٥٠، ج٧، ص٣٣٥) پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں دیئے گئے

واقعات دوسروں کو سُنا کر ذکرِ صالحین کی بَرَکتیں لُوٹوں گا ﴿۱۳﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) "یادداشت" والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ ﴿۱۴﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ ﴿۱۵،۱۶﴾ اس حدیثِ پاک "**تَهَادَوْا تَحَابُّوْا**" ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں **محبت** بڑھے گی۔" (مؤطا امام مالک، ج ۲، ص ۴۰۷، الحدیث: ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ ﴿۱۷﴾ کتابت وغیرہ میں شَرْعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اچھی اچھی **نیتوں** سے متعلق رہنمائی کیلئے، **امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ کا منفرد سنّتوں بھرا بیان "**نیّت کا پھل**" اور نیتوں سے متعلق آپ کے مُرتّب کردہ **کارڈ** یا **پمفلٹ مکتبة المدینه** کی کسی بھی شاخ سے ہدیّۃً حاصل فرمائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المدینۃ العلمیۃ

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ
مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ　(۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب　(۴) شعبۂ تراجمِ کتب
(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب　(۶) شعبۂ تخریج

''**المدینۃ العلمیۃ**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ

سنّت، ماحیِٔ بدعت، عالمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزّوجلّ ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینة العلمیة**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

فہرست

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

انسان کی زندگی کا اہم مقصد عبادت الٰہی عزوجل کے ذریعے اس کی رضا حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (پ۲۷، الذّٰریٰت: ۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نے جنّ اور آدمی اتنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اور اس عظیم مقصد کو **کَمَا حَقُّه** پانے کے لئے بندے کو چاہئے کہ اس دنیا میں زہد اختیار کرے، اور زہد سے مراد یہ ہے کہ ''ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف توجہ پھیر لینا جو پہلی سے بہتر ہو اور اس میں شرط ہے کہ جس چیز سے توجہ ہٹائی جائے وہ بھی کسی اعتبار سے دل کو پسند ہو۔'' اور عام طور پر ''زاہد'' دنیا ترک کرنے والے کو کہتے ہیں پھر جو بندہ اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز میں زہد اختیار کرے وہ ''زاہد کامل'' کہلاتا ہے اور جو جنت اور اس کی نعمتوں میں رغبت رکھتے ہوئے زُہد اختیار کرے وہ بھی زاہد ہے لیکن زاہد کامل سے کم درجے والا ہے۔

بہرحال عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ انسان دنیا کی زندگی پر آخرت کی زندگی کو ترجیح دے کہ وہی دائمی و باقی رہنے والی ہے۔ چنانچہ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۱، العنکبوت: ۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے میرے کندھے پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر بن کر رہو۔'' حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جب تو شام کرے تو آنے والی صبح کا انتظار مت کر، اور جب صبح کرے تو شام کا منتظر نہ رہ، اور حالت صحت میں بیماری کے لئے اور زندگی میں موت کے لئے تیاری کر لے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الدنیا...الخ، الحدیث ۶۴۱۶ ص ۵۳۹)

زیرِ نظر رسالہ ''اَلزُّھْدُ وَقَصْرُ الْاَمَل'' (مطبوعہ توزیع مکتبۃ الغزالی، دمشق) میں قرآن وحدیث کی روشنی میں زُہد اور امیدوں کی کمی کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔ آج ہر شخص اپنی دنیا سنوارنے کے لئے بھاگ دوڑ کر رہا ہے، آخرت کی فکر دلوں سے ختم ہوتی جارہی ہے، انسان نے اپنا سب کچھ دنیا کو سمجھ رکھا ہے اور لمبی لمبی امیدیں باندھ رکھی ہیں، ایسے حالات میں ضروری ہے کہ لوگوں کے دلوں میں زہد وتقوی کی اہمیت اجاگر کی جائے۔ لہٰذا اسلامی بھائیوں کے دلوں میں زہد کی اہمیت ڈالنے کے مقدس جذبے کے پیش نظر قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ کا شعبہ تراجم کتب اس رسالے کا ترجمہ بنام ''**دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی**'' پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ شعبہ تراجم کتب کے مدنی اسلامی بھائیوں کی کاوشوں سے یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ترجمہ میں جو خوبیاں ہیں وہ یقیناً **ربِّ رحیم** اور اس کے **محبوب کریم** عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی عطاؤں، **اولیائے کرام** رحمہم اللہ تعالیٰ کی عنایتوں اور شیخ طریقت، امیر اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری** دامت برکاتہم العالیہ کی پُرخلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جو خامیاں ہیں ان میں ہماری کوتاہ فہمی کو دخل ہے۔

ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل امور کا خاص خیال رکھا گیا ہے:

☆ ...... سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ کم پڑھے لکھے اسلامی بھائی بھی اچھی طرح سمجھ سکیں۔

☆ ...... عربی عنوانات کو سامنے رکھتے ہوئے مستقل اردو عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

☆ ...... آیات مبارکہ کا ترجمہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ترجمۂ قرآن **کنزالایمان** سے لیا گیا ہے۔

☆ ...... احادیث کی تخریج اصل مأخذ سے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆ ...... کئی مقامات پر مشکل الفاظ کے معانی بریکٹ کے درمیان لکھ دیئے گئے ہیں۔

☆ ...... تلفظ کی درستگی کے لئے بعض الفاظ پر اعراب بھی لگائے گئے ہیں۔

☆ ...... علاماتِ ترقیم کا خیال رکھا گیا ہے۔

☆ ...... بعض مقامات پر مفید حواشی بھی دیئے گئے ہیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں **"اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش"** کرنے کے لئے **مدنی انعامات** پر عمل اور **مدنی قافلوں** میں سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول **مجلس المدینۃ العلمیۃ** کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم

شعبہ تراجِم کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿۱﴾ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَلَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰہِ الۡغَرُوۡرُ O (پ۲۲، فاطر:۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہر گز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہر گز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی۔

﴿۲﴾

وَابۡتَغِ فِیۡمَاۤ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ وَلَا تَنۡسَ نَصِیۡبَکَ مِنَ الدُّنۡیَا (پ۲۰، القصص:۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول۔

حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دنیا سے بے رغبتی مال کو ضائع کر دینے اور حلال کو حرام کر دینے کا نام نہیں، بلکہ دنیا سے کنارہ کشی تو یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ اس سے زیادہ قابل اعتماد نہ ہو جو اللہ عزوجل کے پاس ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھادۃ.....الخ، الحدیث:۲۳۴۰، ص۱۸۸۷)

رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان ذیشان ہے: ''جنت میں کوڑا (یعنی ہنٹر/دُرّہ) رکھنے کی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب فضل رباط یوم فی سبیل اللہ، الحدیث:۲۸۹۲، ص۲۳۳)

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلَاۃِ وَاَتَمُّ التَّسْلِیْمِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ، وَبَعْدُ

(ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اور افضل ترین درود اور کامل ترین سلام ہو حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ، احمد مجتبیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی آل اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر رحمتوں اور بھلائیوں کا نزول ہو)

ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ یہ بھی ہے جس کو **"اَلزُّھْدُ وَقِصَرُ الْاَمَل"** کہا جاتا ہے۔

میں نے اس موضوع سے متعلق یہ باتیں حضور نبی اکرم، رسول مُعَظَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی صحیح احادیث اور سلف صالحین کے نصیحت آموز اقوال سے جمع کی ہیں، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میرے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور مجھے ، پڑھنے والوں اور اس کی اشاعت میں حصہ لینے والوں کو اس کی برکات سے مستفیض فرمائے اور اس کو خالص طور پر اپنی رضا وخوشنودی کا ذریعہ بنائے بے شک وہی دعاؤں کو سننے والا اور قبول فرمانے والا ہے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

خادمِ علم:

اسعد الصاغرجی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دنیا کی مذمت پر آیاتِ قرآنیہ:

﴿۱﴾ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۱، العنکبوت:۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔

﴿۲﴾

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى (پ۵، النسآء:۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرمادو! کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔ اور ڈر والوں کیلئے آخرت اچھی۔

﴿۳﴾

وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (پ۲۷، الحدید:۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔

دنیا کی مذمت پر احادیث مبارکہ:

(۱)...... حضرت سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم، نورِ مجسّم، شاہ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''اے اللہ عزوجل! زندگی تو صرف آخرت کی ہے پس تُو مہاجرین اور انصار کو نیک بنادے۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں "تُو مہاجرین وانصار کی بخشش فرمادے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصحۃ والفراغ....الخ، الحدیث:۱۳۔۶۴۱۲، ص۵۳۹)

(۲)......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے میرے کندھے پکڑ کر ارشاد فرمایا: "دنیا میں ایک اجنبی اور مسافر بن کر رہو۔" حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: "جب تو شام کرے تو آنے والی صبح کا انتظار مت کر، اور جب صبح کرے تو شام کا منتظر نہ رہ، اور حالت صحت میں بیماری کے لئے اور زندگی میں موت کے لئے تیاری کرلے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الدنیا...الخ، الحدیث:۶۴۱۶، ص۵۳۹)

(۳)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ اس شخص کا عذر قبول نہیں فرمائے گا جس کی موت کو مؤخر کردیا حتی کہ اُسے ساٹھ سال تک پہنچادیا۔" (مطلب یہ کہ وہ اس عمر میں بھی گناہوں سے باز نہ آیا)

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنۃ.....الخ، الحدیث:۶۴۱۹، ص۵۳۹)

پیارے اسلامی بھائی اور اسلامی بہن!

یہ لمبی امیدیں تمہیں نیکی کے کام کرنے سے ہرگز غفلت میں نہ ڈالیں،...... یہ دنیا جس میں ہم زندگی گزار رہے ہیں، آخرت کی کھیتی ہے،......ہم پر لازم ہے کہ اپنی عمر بھلائی کے کاموں میں صرف کریں کیونکہ ہر نئے دن، دنیا ہم سے دور ہوتی جاری رہی ہے اور آخرت ہمارے قریب آرہی ہے،......آج عمل کا موقع ہے اور کوئی حساب نہیں لیکن کل صرف حساب ہوگا اور کچھ عمل نہ کرسکیں گے۔

اللہ عزَّ وجل ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ (پ۴، اٰل عمران:۱۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا۔

اے انسان! نیکی کے کاموں میں کوشش کر اور موت سے پہلے پہلے اپنی عمر سے فائدہ اٹھا، ...... دنیا ایک محدود وقت ہے اس میں جتنے بھلائی کے کام تو کرنا چاہے کرسکتا ہے، ...... اور ایک وقت وہ ہے جو آنے والا ہے جس میں تجھے نہیں معلوم کہ قادر مطلق عزوجل تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمانے والا ہے...؟ جو لمحہ گزر گیا تیرے اچھے یا برے عمل کو ساتھ لے گیا اب وہ قیامت تک واپس نہیں آئے گا۔ اے انسان! اپنی فراغت سے موقع اٹھا اور صحت سے فائدہ حاصل کر (یعنی زندگی کے ایسے لمحات کو غنیمت جان اور کچھ نیک اعمال کرلے)۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے اکثر لوگ دھوکے میں ہیں (ایک) صحت اور (دوسری) فراغت۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصحۃ والفراغ.....الخ، الحدیث:۶۴۱۲، ص۵۳۹)

دنیا آخرت کی کھیتی ہے:

امام ابن جوزی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کبھی تندرست ہوتا ہے مگر کسبِ معاش میں مشغولیت کی بناء پر فارغ نہیں ہوتا اور کبھی خوشحال ہوتا ہے

لیکن تندرست نہیں رہتا پس جب تندرست اور فارغ ہو اور طاعت کی بجائے سستی غالب آجائے تو ایسا شخص خسارے میں ہے۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس میں ایسی تجارت موجود ہے جس کا نفع آخرت میں ملے گا۔

وہ شخص قابلِ رشک ہے جو اپنی صحت اور فراغت کو خداوند قدُّوس عزوجل کی بندگی واطاعت میں گزارے تو جس نے اپنی صحت وفراغت کو اللہ عزوجل کی نافرمانی میں ضائع کر دیا وہ دھوکے میں رہا کیونکہ فراغت کے بعد مشغولیت اور صحت کے بعد بیماری آگھیرتی ہے۔اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو پھر بڑھاپا ہی کافی ہے ۔جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

يَسُرُّ الْفَتَى طُوْلُ السَّلَامَةِ وَالْبَقَا	فَكَيْفَ تَرَى طُوْلَ السَّلَامَةِ يَفْعَلُ
يَرُدُّ الْفَتَى بَعْدَ اِعْتِدَالٍ وَصِحَّةٍ	يَنُوْءُ اِذَا رَامَ الْقِيَامَ وَيُحْمَلُ

ترجمہ: (۱)......لمبی عمر اور طویل سلامتی (صحت) نوجوان کو خوش کرتی ہے، (اے انسان) تو کیسے سمجھتا ہے کہ طویل سلامتی ایسا کرتی رہے گی؟

(۲)......وہ تو نوجوان کو صحت اور معتدل زندگی کے بعد بڑھاپے کی طرف لوٹا دے گی کہ جب کھڑا ہونا چاہے گا تو مشقت سے اٹھے گا اور (کبھی) بوجھ کی مثل اٹھایا جائے گا۔

صحت اور فرصت کا فریب:

آہ! بہت سے لوگ اپنی خواہشات اور دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دینے کی وجہ سے نعمتِ صحت اور فرصت کے فریب میں آچکے ہیں......اور اکثر لوگ برائی کا حکم دینے والے نفس کی پیروی کرتے ہیں،......احکام شریعت پر عمل کرنے اور

عبادات سے جی چراتے ہیں،......اور اگر وہ عقلمندی اور ہوش سے کام لیتے تو ضرور اللہ عزوجل پر کامل ایمان رکھتے،......مجاہدۂ نفس کرتے ،......اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں پانے کے لئے ایمان والوں سے دوستی اور دین کے دشمنوں کی مخالفت کرتے۔

غور کیجئے! کہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک فرمان کے سامنے دنیا کی کیا قیمت ہے......؟ چنانچہ، اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جنت میں کوڑا (ہنٹر، دُرّہ) رکھنے کی جگہ دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب فضل رباط یوم فی سبیل اللہ، الحدیث: ۲۸۹۲، ص ۲۳۳)

میرے پیارے اسلامی بھائی!

بغیر کسی نیک ارادے کے محض مال کی کثرت اور لمبی عمر کی حرص نہ کر...... کیونکہ مسلسل گناہوں میں بسر کی گئی طویل عمر کوئی فائدہ نہیں دیتی جیسا کہ اللہ عزوجل کی اطاعت والے کاموں میں خرچ کئے بغیر مال کی کثرت کوئی نفع نہیں دیتی،......ہاں! لمبی عمر کا طاعتِ الٰہی عزوجل میں گزارنا ضرور نفع دے گا اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کی جائے تو دولت کی کثرت بھی نفع دیتی ہے،......جبکہ عمر کا لمبا ہونا اور مال کی کثرت اس وقت مذموم ہے جب ان دونوں کو نیکی کے کاموں میں صرف نہ کیا جائے،......اسی وجہ سے اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے خطبات میں ان دونوں کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ نصیحت بنیاد ہے: ''بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کے معاملے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے (۱) لمبی امیدیں اور (۲) دنیا کی محبت۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من بلغ ستین سنۃ....الخ، الحدیث:۶۴۲۰،ص۵۳۹)

حضرت سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جوں جوں ابن آدم کی عمر بڑھتی ہے تو اس کے ساتھ دو چیزیں بھی بڑھتی رہتی ہیں (۱) مال کی محبت اور (۲) لمبی عمر کی خواہش۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۶۴۲۱)

قرآن پاک میں لمبی امیدوں کی مذمت:

اللہ عزوجل نے لمبی امیدوں کی مذمت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۱۴، الحجر:۳)

ترجمۂ کنزالایمان: انہیں چھوڑو کہ کھائیں اور برتیں اور امید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہو۔

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ''علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور وفکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ عزوجل جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ عزوجل سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' (طبرانی، کتاب الاعتصام، ج۱۹، ص۵۱۱، الحدیث:۷۳۱۲)

دنیا کے فتنوں سے بچو!

اے میرے پیارے اسلامی بھائی! دنیا اپنی رونق (یعنی چمک دمک) سے تجھ پر غالب نہ آجائے اور تجھے فتنے میں مبتلاء نہ کردے،...... دنیا سے بچ اور آخرت کی طرف پوری توجہ رکھ،...... کیونکہ اللہ تعالیٰ دنیا میں تیرے لئے (عمل کا) ضامن ہے لیکن آخرت میں تیرے عمل کا ضامن نہیں۔ چنانچہ،

﴿۱﴾ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ○ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ ○

(پ۲۶، الذریات: ۲۲، ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔

﴿۲﴾

وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا (پ۲۰، القصص: ۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول۔

چار باتیں لکھ دی جاتی ہیں:

حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''تم میں سے ہر ایک چالیس دن تک اپنی ماں کے پیٹ میں نطفہ کی صورت جمع

رکھا جاتا ہے (پھر آگے اسی حدیث پاک میں یہ بھی ہے) پھر فرشتے کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کا رزق، موت، عمل اور خوش بخت یا بد بخت ہونا لکھ دے۔"

(صحیح البخاری، کتاب القدر، الحدیث:۶۵۹۴، ص۵۵۲ ملتقطاً)

ہمارے رب عزوجل نے بندوں کے امتحان اور انہیں آزمانے کے لئے جہنم کو شہوات نفسانی سے ڈھانپ دیا ہے،......پس خوش بخت وسعادت مند ہے وہ شخص جو دنیا سے قریب تو ہو،......اسے صرف اپنے ہاتھ کی مٹھی میں رکھے لیکن اسے اپنے دل میں جگہ نہ دے،......اور دنیا کو ہاتھ میں رکھنے کا مفہوم یہ ہے کہ "اس میں سے حلال کو لے، حرام کو چھوڑ دے اور شبہات سے بچتا رہے اور اس طرح وہ دنیا کو اپنے ہاتھ (یعنی قابو) میں رکھ سکے گا،......اور اگر ایسا ہو کہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام ہی سمجھے مگر شبہ سے نہ بچے تو وہ دنیا کی طرف توجہ دینے کی وجہ سے اس کے فتنے میں غرق ہو جائے گا۔

تم پر دنیا پھیلا دی جائے گی:

امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں حضور نبیِ پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے ساتھ شریک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل بحرین سے جزیہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے بحرین والوں سے جزیہ کے بدلے صلح فرمائی تھی اور حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔

جب حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحرین سے (جزیہ کا) مال لے کر واپس لوٹے تو انصار نے آپ کی آمد کی خبر سنی تو سب نے صبح کی نماز حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ ادا کی، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فارغ ہوئے تو سارے سامنے آ گئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے ابوعبیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آمد کی خبر سن لی ہے کہ وہ کچھ مال لائے ہیں۔'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایسا ہی ہے۔'' حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خوشخبری سنا دو اور اُس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گا، پس اللہ عزوجل کی قسم! مجھے تم پر فقر (غربت) کا خوف نہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلی قوموں پر پھیلائی گئی تھی پس تم بھی اس دنیا کی خاطر پہلے لوگوں کی طرح باہم مقابلہ کرو گے، اور یہ تمہیں غفلت میں ڈال دے گی جس طرح اس نے پچھلی قوموں کو غافل کر دیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا...الخ، الحدیث: ۶۴۲۵، ص ۵۴۰)

دلوں کی کمزوری کا سبب

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب تمہارے خلاف ہر جانب سے لوگ اکھٹے ہو جائیں گے جیسے کھانے والے کھانے کے برتن پر جمع ہوتے ہیں۔'' عرض کی گئی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کیا اس دن ہماری تعداد کم ہوگی؟''

ارشاد فرمایا: ''نہیں! بلکہ تم تو کوڑے کچرے ہو جاؤ گے جیسے سیلاب کا کوڑا کچرا ہوتا ہے (مراد اس سے آخری زمانے کے خراب اور نکمّے لوگ ہیں)، دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کی وجہ سے تمہارے دل کمزور پڑ جائیں گے اور تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب جاتا رہے گا۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث:۲۲۴۶۰،ج ۸،ص ۳۲۷ تغیراً)

دنیا کی محبت، جھگڑوں کا سبب ہے

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک روز (گھر سے) باہر تشریف لے گئے اور شہداءِ احد پر نماز پڑھی[1] جیسی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میت پر نمازِ جنازہ پڑھتے تھے۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: ''میں تمہارے لئے فَـرَط [2] (یعنی پیش رو) ہوں اور تمہارا نگران گواہ ہوں[3] اور خدا عزوجل کی قسم! میں اس وقت بھی اپنے حوض (یعنی حوضِ کوثر) کو دیکھ رہا ہوں اور

---

[1] یہ نمازِ جنازہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے آٹھ سال کے بعد ادا فرمائی تھی جیسا کہ مشکوۃ المصابیح، باب ھجرۃ الصحابۃ من مکۃ و وفاتہ، حدیث ۵۹۵۸ سے واضح ہے، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ''آٹھ سال بعد نمازِ جنازہ پڑھنا حضورِ انور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی خصوصیت ہے۔ بعض روایات میں اس کی تصریح بھی ہے کہ یہ نمازِ جنازہ تھی۔'' (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۸،ص ۲۸۶)

[2] حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''لفظِ فرط'' کی تشریح وتحقیق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: فرط بمعنی فارط ہے جیسے تبع بمعنی تابع، فرط وہ شخص ہے جو کسی جماعت سے آگے منزل پر پہنچ کر ان کے طعام قیام وغیرہ تمام ضروریات کا انتظام کرے جس سے وہ جماعت آکر ہر طرح آرام پائے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں۔۔۔)

مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں یا (ارشاد فرمایا) زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔اور اللہ عزوجل کی قسم ! مجھے تم پر اس بات کا ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے، بلکہ مجھے تم پر اس بات کا خوف ہے کہ تم (حصولِ دنیا کے لئے) ایک دوسرے سے مقابلہ کروگے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا، الحدیث:٦٤٢٦،ص٥٤٠)

(۔۔۔بقیہ حاشیہ)، مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے جارہاہوں تاکہ تمہاری شفاعت، تمہاری نجات، تمہاری ہرطرح کارسازی (یعنی مدد) کروں تم میں سے جو بھی ایمان پرفوت ہوگا وہ میرے پاس میری حفاظت، میرے انتظام میں اس طرح آوے گا جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے، بھرے گھر میں۔(اشعۃاللمعات) مومن مرتے ہی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچتا ہے بلکہ بعض مومنوں کی جانکنی کے وقت خود حضورانور (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں لینے تشریف لاتے ہیں جیسا کہ امام بخاری (علیہ رحمۃ اللہ الباری) کا واقعہ ہوا، اور بہت مرنے والوں سے (نزاع کے وقت) سنا گیا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آگئے، خیال رہے کہ چھوٹے فوت شدہ بچوں کو بھی ''فرط'' فرمایا گیا ہے مگر وہ ''فرطِ ناقص'' ہیں۔حضورانور (صلی اللہ علیہ وسلم) ''فرط کامل'' یعنی ہرطرح کے منتظم نیز ''اَیْدِیْکُمْ'' میں خطاب ساری امت میں ہے نہ کہ صحابہ کرام (علیہم الرضوان) سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کے دائمی منتظم ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٨،ص٢٨٦)

۳؎ حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ''اس کی تائید اس آیت سے ہے ''وَیَکُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا '' بمعنی نگران گواہ ہے نہ کہ فقط گواہ، ورنہ (لفظِ) عَلٰی نہ آتا بلکہ (لفظِ) لام آتا، (لفظِ) شہادت کے ساتھ اگر (لفظِ) عَلٰی ہو تو خلاف گواہی مراد ہوتی ہے، یعنی اے مسلمانوں میں تمہارے ایمان، اعمال، قلبی حالات کا علیم وخبیر وحفیظ ونگران ہوں تم سب کے ایمان کی نبض پر میرا ہاتھ ہے مجھے ہر شخص کے ایمان اور درجۂ ایمان کی ہر وقت خبر ہے۔''

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج٨،ص٢٨٦۔٢٨٦)

زمین کی برکات:

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ کونین، دکھی دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے تم پر جس چیز کا زیادہ خوف ہے وہ اللہ تعالیٰ کا تمہارے لئے زمین کی برکات کو نکالنا ہے۔'' عرض کی گئی: ''زمین کی برکات کیا ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''دنیا کی آسائشیں۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''کیا خیر کے ساتھ شر بھی آتا ہے؟'' تو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سکوت فرمایا حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر وحی نازل ہو رہی ہے، پھر سیدِ عالم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی مبارک پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''سوال پوچھنے والا کہاں ہے؟'' اس شخص نے عرض کی: ''میں حاضر ہوں۔'' حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم نے اس کے وہاں موجود ہونے پر اس کی تعریف کی۔'' حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''خیر کے ساتھ خیر ہی آتی ہے، بے شک یہ دنیا کا مال سرسبز اور شیریں لگتا ہے جس طرح فصلِ ربیع جو کچھ اُگاتی ہے وہ یا تو جانور کو پیٹ پھُلا کر مار ڈالتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے۔ مگر وہ جانور جو ہری ہری گھاس کھائے، جب پیٹ بھر جائے تو دھوپ میں آجائے، جگالی کرے اور گوبر و پیشاب کرے پھر آکر دوبارہ چرنے لگے، یوں ہی یہ مال بھی شیریں ہے لیکن جو حق کے ساتھ اسے حاصل کرے اور ٹھیک جگہ پر خرچ کرے تو (ثواب حاصل کرنے میں) بہت اچھا مددگار ہے اور جو ناحق مال لے تو وہ اس کی طرح ہے جو کھاتا ہے مگر پیٹ نہیں بھرتا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۶۴۲۷)

درسِ حدیث:

یہاں حضور سید عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے سائل پر واضح فرما دیا کہ خیر اگر شریعت کی حدود میں استعمال ہو تو خیر ہی لاتی ہے، اور اگر خیر کو اس کے اہل تک پہنچانے میں بخل کیا جائے یا فضول خرچی میں ضائع کر دیا جائے تو یہی شر بن جاتی ہے۔''

نیز یہاں پر حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ مثال بیان فرمائی ہے کہ دنیا اپنے چاہنے والوں سے کیسا سلوک کرتی ہے پس دنیا اور اس کے اسباب کے حصول میں منہمک انسان اس چوپائے جیسا ہے جو چارے سے لذّت اٹھاتے ہوئے اس کے کھانے میں منہمک ہے اور اپنی گنجائش سے بڑھ کر کھا رہا ہے، اور ایک ہی بار سارا نگل جانے کی عادت ترک نہیں کرتا حتی کہ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور ہلاکت (یعنی موت) اس کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے۔ اور یوں ہی وہ شخص جو حلال و حرام (ہر قسم کا) مال جمع کرتا رہتا ہے ہلاکت سے نہیں بچ سکتا۔

اور جب انسان غفلت سے آگاہ ہو جائے تو ہر وہ چیز جو اس کے لئے نقصان دہ اور حرام ہے، اُس کے ازالہ کی کوشش کرے، پس یوں وہ محفوظ رہے گا جس طرح چوپایہ جگالی کرتا ہے تو وہ کھانے کے آسانی سے نگلنے اور دوسری مرتبہ ہاضمے میں مدد دیتی ہے، اور اس کے سبب چوپایہ تندرست رہتا ہے۔

دنیا سے بقدرِ ضرورت حصہ لو:

بہر حال سب سے اچھا، بہترین اور اولٰی یہ ہے کہ انسان حسبِ ضرورت دنیا سے حصہ لے اسی بات کو رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے بیان فرمایا: ''جو حق

کے ساتھ اس (یعنی مال) کو حاصل کرے اور ٹھیک جگہ پر خرچ کرے تو (ثواب حاصل کرنے میں) بہت اچھا مددگار رہے۔'' اور جس نے ناحق طریقے سے مال کمایا تو وہ (یعنی مال) اس کا معاون نہیں بلکہ اس کے لئے عبث اور بے کار شئے ہوگا۔ نیز اس حدیث پاک میں مثال بیان ہوئی ہے اس کافر کے لئے جو کفر کو چھوڑنے سے غافل ہے، اور اُس گناہگار کے لئے جو توبہ سے غافل ہے، اور اس شخص کے لئے جو توبہ کی طرف جلدی کرتا ہے، اور اس کے لئے جو دنیا کو چھوڑ کر آخرت میں رغبت رکھتا ہے۔

اور عقلمند تو وہ ہے جو شرعی حدود کے اندر رہ کر جائز ذرائع سے دنیا سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور پھر جائز جگہ اس کو خرچ کرتا ہے۔

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے:

حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے رحمتِ عالمیان، شہنشاہِ کون ومکان، مالکِ دوجہان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے مال کا سوال کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے عطا فرمایا، میں نے دوبارہ سوال کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پھر عطا فرمایا، میں نے تیسری بار سوال کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پھر مجھے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''بیشک یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے پس جس نے اسے اچھی نیت سے لیا تو اسے اس میں برکت دی جائے گی اور جس نے دل کے حرص ولالچ سے حاصل کیا اسے اس میں برکت نہیں دی جائے گی اور وہ ایسا ہے کہ کھا کر بھی سیر نہیں ہوتا، اور (آگاہ رہو کہ) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا المال.....الخ، الحدیث:۶۴۴۱،ص۵۴۱)

دو فرشتوں کی صدائیں:

تمام مسلمانوں کے لئے طلبِ دنیا میں میانہ روی بہتر ہے، کیونکہ یہ انہیں کسی کا محتاج کرتی اور نہ ہی اُس اہم کام سے روکتی ہے جو اللہ عزوجل نے ان کے سپرد کیا ہے اور وہ اہم کام اس کلمہ یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو سر بلند کرنا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سردارِ مکہ مکرمہ، سلطانِ مدینہ منورہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان ذیشان ہے: ''جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں جو صدا لگا رہے ہوتے ہیں، اور اس صدا کو جن وانس کے علاوہ تمام زمین والے سنتے ہیں، وہ فرشتے کہتے ہیں: ''اے لوگو! اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں آجاؤ، بیشک (دنیا کا مال) جو تھوڑا ہو اور کفایت کرے وہ بہتر ہے اس (مال) سے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈال دے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۱۷۸۰، ج۸، ص۱۶۸)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (پ۲۲، فاطر: ۵)	ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی۔

زُہدِ حقیقی

دنیا کے کاموں میں مشغول رہنے کے باوجود تیرا آخرت کے لئے فکر کرنا اور اس کا شعور رکھنا، تیرے دل سے دنیا کی محبت کو نکال دے گا۔ اور اسی کو زُہد حقیقی کہتے ہیں اور یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کردے گا۔

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَحبوبِ ربُّ العٰلَمین، جنابِ صادق و امین عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''دنیا سے بے رغبتی مال کو ضائع کردینے اور حلال کو حرام کردینے کا نام نہیں، بلکہ دنیا سے کنارہ کشی تو یہ ہے کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ اس سے زیادہ قابلِ اعتماد نہ ہو جو کچھ اللہ عزوجل کے پاس ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الزھادۃ، الحدیث: ۲۳۴۰، ص ۱۸۸۷)

تیرا حقیقی مال

دنیا اور اس کے کاموں میں رہتے ہوئے تیرا آخرت کے بارے میں سوچنا تجھے تیرے حقیقی مال کی پہچان کروادے گا پس تو اس مال کو (راہِ خدا عزوجل میں دے کر) اپنی حقیقی زندگی کے لئے محفوظ کرلے گا۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا حارث بن سُوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، ماہِ نُبوت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کس کو اپنے مال سے وارث کا مال زیادہ محبوب ہے؟'' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم !

ہم میں سے ہر شخص کو اپنا مال زیادہ پیارا ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کا اپنا مال تو وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا اور وارث کا مال وہ ہے جو اس نے پیچھے چھوڑا۔'' (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ماقدم من مالہ فھو لہ، الحدیث:۶۴۴۲،ص۵۳۱)

طالب دنیا کا انجام

اے پیارے اسلامی بھائی! قرآنِ کریم سے غافل مت ہو اور اُس سے رشتہ نہ توڑ کیونکہ یہ تجھے اچھا سمجھانے والا ہے،...... بے شک اللہ عزوجل دنیا کو طلب کرنے اور اسے جمع کرنے کے سبب آخرت سے اعراض کرنے والے کو خطاب فرماتا ہے،......اور اس کو بھی جو حلال، حرام اور مشکوک مال میں تمیز نہیں کرتا،......اور سمجھتا ہے کہ حلال وہ ہے جو انسان کے ہاتھ لگ گیا اور حرام وہ ہے جس سے وہ محروم کر دیا گیا۔ چنانچہ،

اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے شخص کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا وَھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ O اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ O (پ۱۲،ھود:۱۵،۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے یہ ہیں وہ جن کیلئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے۔

اے مال جمع کرنے والے! تجھے جو چیز بچا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ تو مال کو جائز ذرائع سے حاصل کرے،......حقداروں کو اس سے محروم نہ کرے،......اور اسے حرام کاموں میں خرچ نہ کرے،......اگر ایسا نہیں کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا۔

نجات کیسے ممکن ہے؟

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''میں ایک رات گھر سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم تنہا تشریف لے جا رہے ہیں اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ کوئی بھی آدمی نہیں تھا۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے گمان کیا شاید آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم اپنے ساتھ کسی دوسرے کا چلنا ناپسند فرمائیں۔ تو میں چاندنی میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چلتا رہا کہ حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے پیچھے مڑ کر مجھے دیکھ لیا اور ارشاد فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اللہ عزوجل مجھے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم پر فدا کرے، میں ابوذر ہوں۔''

ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! آجاؤ۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''میں تھوڑی دیر حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ چلا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''زیادہ مال جمع کرنے والے قیامت کے دن کم نیکیوں والے ہوں گے مگر جسے اللہ عزوجل نے مال عطا فرمایا اور وہ اسے اپنے دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرے اور اس کے ذریعے اچھے (یعنی نیکی کے) کام کرے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب المکثرون ھم المقلون، الحدیث: ۶۴۴۳، ص ۵۴۱)

سب سے زیادہ خسارہ پانے والے:

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس پہنچا جبکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کعبۃ اللہ شریف کے سائے میں تشریف فرما تھے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''ربِ کعبہ عزوجل کی قسم! وہ سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہیں۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں قریب آکر بیٹھ گیا جبکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بار بار یہی فرماتے جارہے تھے، یہاں تک کہ میں کھڑا ہوکر عرض گزار ہوا: ''یارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر قربان! وہ کون لوگ ہیں؟'' تو حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ مال ودولت کی کثرت والے ہوں گے مگر وہ جو دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے خرچ کریں اور وہ بہت تھوڑے ہوں گے اور جو بھی اونٹ یا گائے یا بکریوں کا مالک ہو اور ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو وہ (جانور) قیامت کے دن پہلے سے زیادہ بڑے اور موٹے ہوکر آئیں گے اور اپنے مالک کو سینگوں سے ماریں گے اور کھروں سے روند ڈالیں گے یہاں تک کہ تمام لوگوں کا حساب وکتاب ختم ہوجائے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب تغلیظ عقوبۃ، الحدیث: ۲۳۰۰، ص ۸۳۴)

قرض کی ادائیگی میں جلدی کرو:

اے صاحبِ مال! تجھے نجات دینے والی شئے یہ بھی ہے کہ تیرے ذمّے اللہ

عزوجل کے بندوں میں سے کسی کا بھی قرض باقی نہ رہے،......اور (اگر قرض ہو تو) اس کی ادائیگی میں جلدی کر،...... کیونکہ قرض روح کو (دخولِ جنت سے) روک دے گا اور اسے قید کر دے گا اگرچہ وہ شہید کی روح ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم، رءُوف رحیم، محبوب ربِّ عظیم عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اسی حالت میں تیسرا دن آجائے اور میرے پاس ایک دینار بھی بچا رہے، سوائے اس دینار کے جسے میں اپنا قرض ادا کرنے کے لئے روک لوں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب تغلیظ عقوبۃ.....الخ، الحدیث: ۲۳۰۲، ص ۸۳۴)

اِمامُ الزاھدین صلی اللہ علیہ وسلم

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وصالِ ظاہری فرما گئے اور ہمارے پاس کوئی ایسی شئے نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے مگر تھوڑے سے جَو میری کٹھلیا میں تھے، میں ایک مدت تک اس سے کھاتی رہی پھر میں نے ان کو ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر، الحدیث: ۶۴۵۱، ص ۵۴۲)

حضرت سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''مدینے کے تاجدار، دو عالم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے خوان (یعنی چھوٹی میز کی مثل اونچے دسترخوان) پر کھانا نہیں کھایا اور نہ

ہی کبھی چپاتی (یعنی پتلی روٹی) کھائی یہاں تک آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے وصال ظاہری فرمایا۔'' (المرجع السابق، الحدیث: ۶۴۵۰)

؎ کبھی جو کی موٹی روٹی تو کبھی کھجور پانی

تیرا ایسا سادہ کھانا مدنی مدینے والے صلی اللہ علیہ وسلم

مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک شریف کا بیان:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: ''رحمتِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے کبھی بھی لگاتار دو دن تک سیر ہو کر ''جَو'' کی روٹی نہیں کھائی، یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم وصال ظاہری فرما گئے۔''

(جامع الترمذی، باب ما جاء فی معیشۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ....الخ، الحدیث: ۲۳۵۷، ص ۱۸۸۸)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''سرکارِ مکۂ مکرمہ، سلطانِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم مسلسل کئی راتیں بھوک کی حالت میں گزارتے اور آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے گھر والوں کو شام کا کھانا تک میسر نہ آتا اور اُن کے کھانے میں اکثر جَو کی روٹی ہوتی۔''

(المرجع السابق، الحدیث ۲۳۶۰)

کبھی کثرتِ مال کا سوال نہیں کیا:

اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عنِ العُیُوب عزوجل وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی اور کبھی اللہ عزوجل سے مال کی کثرت کا سوال نہ

کیا اور اگر سوال کیا تو بقدرِ کفایت کا سوال کیا۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے دعا مانگی: ''اے اللہ عزوجل! محمد (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم) کی آل کو اتنا رزق عطا فرما جو بقدرِ ضرورت ہو۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۲۳۶۱)

حقیقی تونگری، دل کی تونگری ہے:

رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ بھی بیان فرمادیا کہ حقیقی تونگری یہ نہیں کہ لوگوں کے پاس مال کی کثرت ہو بلکہ حقیقی تونگری تو دل کی تونگری کا نام ہے (یعنی سوال کرنے کو پسند نہ کرے اور جو موجود ہے اسی پر قناعت کرے)۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''تونگری یہ نہیں کہ ساز وسامان کی کثرت ہو بلکہ اصل تونگری تو دل کا تونگر ہونا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الغنیٰ غنی النفس، الحدیث ۶۴۴۶ ص ۵۴۱)

اللہ عزوجل اس شاعر پر رحم فرمائے جس نے یہ کہا:

غِنَی النَّفْسُ مَایُغْنِیْکَ عَنْ سَدِّ حَاجَةٍ　　فَاِنْ زَادَشَیْئًاعَادَذَاکَ الْغِنٰی فَقْرًا

ترجمہ: دل کی تونگری وہ ہے جو ضرورت کو پورا کرنے کے لئے تجھے کافی ہو جائے، تو اگر وہ ضرورت سے زیادہ کرے تو وہی تونگری، فقر میں بدل جائے گی۔

ایک دوسرے شاعر نے کہا:

وَمَنْ یُنْفِقُ السَّاعَاتِ فِیْ جَمْعِ مَالِهٖ　　مَخَافَةَ فَقْرٍ فَالَّذِیْ فُعِلَ الْفَقْرُ

ترجمہ: جو شخص فقر کے ڈر سے سارا وقت مال جمع کرنے میں خرچ کرتا ہے پس وہی فقر میں مبتلاء کیا جاتا ہے۔

مالکِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا:

یاد رہے کہ رحمتِ عالمیان، مالک دو جہان، ہادئ انس و جان حضور نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فقر (یعنی ظاہری مال واسباب کا کم ہونا) اضطراری نہیں تھا بلکہ اختیاری[1] تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فقر کو دنیاوی تونگری پر اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔ اور اس شخص کی تعریف فرمائی ہے جو کم مال پر قناعت کرے، جسے روزی بقدرِ ضرورت عطا کی گئی ہو لیکن ذوق وشوق کے ساتھ عبادت میں مصروف رہے۔ چنانچہ،

(۱)......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیوں کے سلطان، سرورِ ذیشان، سردارِ دو جہان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''تحقیق فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اسلام قبول کیا اور اسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے

---

[1]: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فقر مبارک کے اختیاری ہونے پر کئی احادیث کریمہ دلالت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فقر کو خود اختیار فرمایا۔ چنانچہ،

اللہ عزوجل نے تو حدیث قدسی میں یہ ارشاد فرمایا: ''اِنْ شِئْتَ نَبِیًّا عَبْدًا اَوْ اِنْ شِئْتَ نَبِیًّا مَلِکًا ترجمہ: اگر آپ چاہو تو ''نبی عبد'' بن جاؤ اور اگر چاہو تو تمہیں ''بادشاہ نبی'' بنادوں۔'' یعنی اللہ عزوجل نے آپ کو فقر اور بادشاہی کے درمیان اختیار عطا فرمایا تھا مگر بیکسوں کے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فقر کو پسند فرمایا اور آپ کی دعا یہ ہوتی تھی: ''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ترجمہ: اے اللہ عزوجل! مجھے مسکینی اور فقر کی حالت میں زندہ رکھ اور اسی حالت میں وفات دے اور مجھے بروزِ قیامت بھی مساکین کے گروہ میں اٹھانا۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء ان فقراء المھاجرین یدخلون الجنۃ.....الخ، الحدیث: ۲۳۵۲، ص ۱۸۸۸)

قناعت کی دولت سے نوازا ہو۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی الکفاف والصبر علیہ، الحدیث:۲۳۴۸، ص۱۸۸۸)

(۲)......حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولوں کے سالار، دو عالم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک دوست وہ مومن ہے جو کم مال کے سبب ہلکے بوجھ والا ہو، اسے نماز سے حصہ دیا گیا ہو، اپنے پروردگار عزوجل کی عبادت احسن انداز سے بجالاتا ہو، تنہائی اور پوشیدگی میں اپنے رب عزوجل کی اطاعت کرتا ہو، لوگوں میں چھپا ہوا ہو (یعنی شہرت نہ رکھتا ہو)، اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کئے جاتے ہوں اور اسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا ہو اور وہ اس پر صبر کرتا ہو۔''

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنی انگلیوں سے ضرب لگاتے ہوئے فرمایا: ''اور اُس کی موت جلد واقع ہوجائے، اس پر رونے والے کم ہوں اور اس کا ورثہ کم ہو۔'' اور پھر ارشاد فرمایا: ''میرے رب عزوجل نے مجھ پر مکہ کی وادی کو پیش کیا کہ وہ اُسے میرے لئے سونا بنا دے تو میں نے عرض کی: ''نہیں، اے میرے پروردگار عزوجل! بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔''

یا یہ ارشاد فرمایا: ''تین دن کھاؤں اور تین دن بھوکا رہوں، جب بھوکا رہوں گا تو تیرے حضور گریہ وزاری اور تیرا ذکر کروں گا اور جب کھاؤں گا تو تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری حمد وثناء بجالاؤں گا۔ (المرجع السابق، الحدیث:۲۳۴۷)

(۳)......امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، (اُس میں یہ بھی ہے) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''مالکِ کون

ومکان، مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم ایسی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے جس پر کچھ بچھا ہوا نہ تھا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مبارک سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے مقدس قدموں کی طرف ''سلم'' درخت کے پتوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور سرِ اقدس کے پاس چمڑا لٹک رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اُمت کے غمخوار آقا، دوعالم کے داتا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے پہلو پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے، یہ دیکھ کر میں رونے لگا۔''

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْ وَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیوں روتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! قیصر و کسرٰی دنیا کی آسائشوں اور نعمتوں میں ہیں جبکہ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم تو اللہ عزوجل کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا کی عارضی نعمتیں ہوں اور تمہارے لئے آخرت کی ابدی راحتیں؟''

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الایلاء......الخ، الحدیث: ۳۶۹۲، ص ۹۳۰)

(۴)......حضرت سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''میں حضور نبیِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے چہرے کو متغیر پایا میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا چہرہ متغیر کیوں ہے؟'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''تین دن ہو گئے میرے پیٹ میں ایسی کوئی چیز نہیں گئی جو کسی جاندار کے پیٹ میں جاتی ہے۔''

حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں کچھ لانے کے لئے چلا گیا اور راستے میں دیکھا ایک یہودی اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا، میں نے اس کے اونٹوں کو پانی پلایا اور ہر ڈول کے عوض ایک کھجور بطورِ اُجرت لی، پھر ساری کھجوریں اکھٹی کر کے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں پیش کر دیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''اے کعب! یہ کہاں سے لائے ہو؟'' تو میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے معاملہ عرض کر دیا تو حضور نبئ رحمت، شفیع امت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے کعب! کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''میرے باپ آپ پر قربان، جی ہاں! یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔'' ارشاد فرمایا: ''جو مجھ سے محبت رکھتا ہے فقر اس پر اس سے بھی جلدی آتا ہے جتنا پانی اپنے گڑھے کی طرف جاتا ہے، عنقریب تم پر بھی آزمائش آئے گی پس اس کے لئے تیار رہنا۔''

(پھر کچھ دن کے بعد) حضور نبئ پاک، صاحب لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا: ''کعب کو کیا ہوا؟'' انہوں نے عرض کی: ''وہ بیمار ہیں۔'' تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے اور ان کے گھر پہنچ کر ارشاد فرمایا: ''اے کعب! تیرے لئے خوشخبری ہو۔'' (یہ سن کر) حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے کہا: ''اے کعب! تجھے جنت کی خوشخبری ہو۔'' تو حضور نبئ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ اللہ عزوجل پر قسم کھانے والی کون ہے؟'' حضرت سیدنا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم یہ میری والدہ ہیں۔'' حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''اے کعب کی

ماں ! تجھے کیا معلوم ؟ ہوسکتا ہے کہ کعب نے ایسی بات کی ہو جو اس کو نفع نہ دے۔اور وہ کچھ جمع کیا ہو جو اسے کفایت نہ کر سکے۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۱۵۷، ج۵، ص۲۲۸)

ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دن یا رات کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم گھر سے نکلے تو دیکھا کہ حضرت سیدنا ابوبکر اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی باہر کھڑے ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا: ''تمہیں اس وقت کیا چیز گھروں سے باہر لے آئی ؟'' انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! بھوک۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں بھی اُسی چیز کے سبب گھر سے نکلا ہوں جس نے تمہیں گھر سے نکالا ہے، ٹھہرو۔'' تو وہ دونوں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس رُک گئے پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے لیکن وہ گھر میں موجود نہ تھے، جب اس انصاری کی بیوی نے دیکھا تو خوشی سے کہنے لگی: ''مرحبا اور خوش آمدید۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس انصاری کے بارے میں پوچھا: ''وہ کہاں ہیں؟'' عرض کی: ''وہ ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔''

جب وہ انصاری واپس لوٹے تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ کے دونوں صاحبوں کو دیکھ کر کہا: ''اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! آج میرے مہمانوں سے بڑھ کر معزز

مہمان کسی کے نہیں۔'' پھر وہ جا کر ان کے لئے کھجور کا ایک خوشہ لے آئے جس میں ادھ پکی کھجوریں، چھوہارے اور تازہ کھجوریں تھیں، انہوں نے عرض کی: ''آپ یہ تناول فرمائیں۔'' اور خود چھری سنبھال لی تو آقائے دوجہاں صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے فرمایا: ''دودھ دینے والی بکری ذبح نہ کرنا۔'' پس اس نے ان کے لئے بکری ذبح کی، سب نے اس بکری کا گوشت کھایا، کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ جب سب نے سیر ہو کر کھا پی لیا تو حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بروزِ قیامت تم سے ان نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا، تمہیں بھوک نے گھر سے نکالا پھر واپس ہونے سے پہلے تمہیں یہ نعمتیں مل گئیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب جواز استتباعہ......الخ، الحدیث: ۵۳۱۳، ص۱۰۴۱)

زُہد میں مقامِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی اپنے مدنی آقا، دوعالم کے داتا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنتوں کی مکمل اتباع کرتے تھے، ان میں سے بعض کے زہد وتقوی کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

(۱)......مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے گھر والے:

سب سے پہلے حضرت سیدنا **علی المرتضیٰ**، حضرت سیدتنا **فاطمۃ الزہراء**، حضرت سیدنا **حسن** اور حضرت سیدنا **حسین** رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کیا جاتا ہے جو اہل بیت اور حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سب سے قریبی رشتہ دار ہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضور نبیِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اِن کے ہاں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''میرے دونوں بیٹے یعنی حضرات حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہاں ہیں؟'' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''آج جب ہم نے صبح کی تو ہمارے گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ ''میں ان دونوں کو کہیں لے جاتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ یہ تیرے پاس (بھوک کی وجہ سے) روئیں گے اور تمہارے پاس انہیں کھلانے کو کچھ نہیں۔'' پس وہ فلاں یہودی کی طرف گئے ہیں۔''

تو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بھی اُدھر تشریف لے گئے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دونوں شہزادے حوض میں کھیل رہے ہیں اور کچھ بچی ہوئی کھجوریں ان کے سامنے پڑی ہیں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''اے علی! کیا میرے بیٹوں کو گرمی کی شدت سے پہلے پہلے گھر نہیں لے جاؤ گے؟'' حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آج جب ہم نے صبح کی تو ہمارے گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا، اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تھوڑی دیر بیٹھ جائیں تو میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے یہ بچی ہوئی کھجوریں چن لوں۔'' پس حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تشریف فرما ہوگئے۔ اور حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے بچی ہوئی کھجوریں اکٹھی کر کے ایک کپڑے میں جمع کیں پھر چل دیئے، ایک شہزادے کو حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اور دوسرے کو حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے اٹھالیا یہاں تک ان کو گھر پہنچا دیا۔'' (المعجم الکبیر، ج۲۲، ص۴۲۲)

(۲)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

زہد وتقوی والے ان سرداروں میں سے ایک حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''اللہ عزوجل وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں کبھی بھوک کی شدت سے اپنا پیٹ زمین سے لگا دیتا اور کبھی اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا، ایک دن میں لوگوں کی گزرگاہ پر بیٹھ ہوا تھا (جبکہ بھوک کی شدت تھی) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گزرے تو میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرآن پاک کی ایک آیت کا مطلب پوچھا اور پوچھنے کی غرض یہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے جائیں لیکن حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزر گئے اور مجھے ساتھ چلنے کے لئے نہ کہا، پھر میرے پاس سے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے اُن سے بھی میں نے قرآن کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا اور غرض یہی تھی کہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے لیکن حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی گزر گئے اور مجھے اپنے ساتھ نہ لیا۔

اس کے بعد دو جہاں کے والی حضور رحمت عالم، نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم میرے پاس سے گزرنے لگے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے چہرے پر بھوک کے آثار اور میرے دل کی تمنا کو سمجھ گئے پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو ہریرہ!'' میں نے عرض کی: ''**لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰه** ! یعنی میں حاضر ہوں اے اللہ عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔'' فرمایا: ''آؤ چلیں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم چلے اور میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

پس حضورنبیِ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم گھر میں داخل ہوئے اور مجھے بھی اجازت عطا فرمائی جب اندر گئے تو حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ایک پیالے میں دودھ دیکھا، تو گھر والوں سے استفسار فرمایا: ''یہ دودھ کہاں سے آیا؟'' انہوں نے عرض کی: ''فلاں شخص یا فلاں عورت (یہاں راوی کو شک ہے) نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے تحفہ بھیجا ہے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوہریرہ!'' میں نے عرض کی: ''لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ! یعنی میں حاضر ہوں اے اللہ عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم۔'' ارشاد فرمایا: ''اہل صفّہ [1] کے پاس جاؤ اور ان سب کو میرے پاس بلالاؤ۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ''اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے، اہل وعیال، مال اور کسی شخص کے پاس نہیں جاتے تھے۔ جب سرکارِ دوعالم، رسولِ محتشم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس کوئی ''صدقہ'' آتا تو اسے اصحابِ صفہ کو بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں کوئی ہدیہ (یعنی تحفہ) آتا تو اہل صفہ کو بھیجتے، خود بھی اس میں سے لیتے اور انہیں بھی ساتھ شریک کرتے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''مجھ پر یہ معاملہ

---

[1] مُجَدِّدِ اعظم سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ شریف میں مجمع بحارالانوار کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: ''اھل الصفة فقراء المهاجرين ومن لم يكن له منهم منزل يسكنه فكانوا ياوون الى موضع مظل فی مسجدالمدینة ترجمہ: اہل صفہ مہاجرین فقراء میں سے تھے اور جس کے لئے گھر نہ ہوتا وہ وہیں ٹھہرتا، پس اہلِ صفّہ مسجد نبوی میں ایک چھت دار جگہ میں رہتے تھے (فتاوی رضویہ، ج۸، ص۶۴)

بہت شاق گزرا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دودھ اہل صفہ کو کفایت نہیں کرے گا، میں اس کا زیادہ حقدار تھا کہ یہ دودھ پینے کو ملتا اور اس سے اپنی کمزوری دور کرتا پس جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم گھر آئے تھے تو مجھے پینے کا حکم فرما دیتے، پس اگر میں نے یہ دودھ ان کو پلا دیا تو مجھے اس میں سے کچھ بھی ملنے کی امید نہیں، لیکن اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اطاعت بھی ضروری ہے، اس لئے میں جا کر اہل صفہ کو بلا لایا، انہوں آ کر داخل ہونے کی اجازت چاہی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اجازت عطا فرمائی اور وہ سب گھر میں آ کر بیٹھتے گئے۔

حضور نبی اکرم، شفیع معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو ہریرہ'' میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! میں حاضر ہوں۔'' ارشاد فرمایا: ''پیالہ اٹھاؤ اور ان کو پلاتے جاؤ۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے پیالہ اٹھایا اور ایک شخص کو دیا اس نے پینا شروع کیا یہاں تک وہ سیراب ہو گیا تو اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا، پھر دوسرے شخص کو پیالہ دیا اس نے بھی پیا حتی کہ وہ بھی سیراب ہو گیا تو اس نے پیالہ مجھے واپس کر دیا، اسی طرح ہر ایک پی کر پیالہ مجھے لوٹا دیتا حتی کہ میں حضور نبی کریم، رء وف رحیم، محبوب ربِّ عظیم عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تک پہنچ گیا اور تمام کے تمام لوگ سیراب ہو گئے۔

پھر حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پیالہ لے کر اپنے دستِ مبارک میں پکڑ لیا اور میری طرف دیکھ کر تبسم فرمانے لگے اور ارشاد فرمایا: ''اے ابو ہریرہ!'' میں نے عرض کی: ''لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! یعنی میں حاضر ہوں اے اللہ عزوجل کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔'' ارشاد فرمایا: ''میں اور آپ رہ گئے ہیں۔'' میں نے عرض

کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! آپ نے سچ کہا۔'' رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیٹھو اور پیو۔'' میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پھر فرمایا: ''اور پیو۔'' حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ'' میں برابر پیتا جاتا تھا اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بار بار ارشاد فرماتے: ''اور پیو۔'' یہاں تک کہ میں نے عرض کی: ''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حق کے ساتھ بھیجا! اب تو جگہ ہی نہیں بچی۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تو مجھے دکھاؤ۔'' میں نے پیالہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی اور بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر باقی دودھ پی لیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم .....الخ، الحدیث: ۶۴۵۲، ص ۵۴۲)

؎ کیوں جناب بو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

(حدائق بخشش)

(۳)......حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

دنیا میں زاہدین کے پیشواؤں میں سے ایک حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا خباب بن اَرَت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبیوں کے سلطان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رحمٰن عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معیت میں رضائے الٰہی عزوجل کے لئے اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کی۔ جس کا اجر وثواب اللہ عزوجل کے ہاں ثابت ہوگیا۔ ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کا وصال ہوگیا اور انہیں دنیا میں کوئی اجر نہیں ملا۔ انہیں میں سے ایک حضرت سیدنا

مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو غزوۂ اُحد کے دن شہید ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کفن کے لئے سوائے ایک چادر کے کچھ نہیں تھا، جب ہم اس چادر کو اُن کے سر پر ڈالتے تو پاؤں ظاہر ہو جاتے اور جب پاؤں چھپاتے تو سر ظاہر ہو جاتا، حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چادر کو ان کے سر پر ڈال دو اور پاؤں پر اِذْخَر (ایک گھاس کا نام) ڈال دو۔ حضرت سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اور ہم میں سے بعضوں کی محنت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کو چن چن کر کھا رہا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی کفن المیت، الحدیث: ۲۱۷۷، ص ۶۲۵)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم حضور نبیٔ مکرم، شفیع معظم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں ہمارے پاس آئے کہ ان کے بدن پر صرف ایک پھٹی پرانی پیوند لگی ہوئی چادر تھی۔'' جب حضور رحمتِ کونین، دکھی دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کو دیکھا تو رو پڑے کہ کل جو آسائشوں اور نعمتوں میں رہتا تھا آج اس حالت میں ہے۔

پھر حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک، سیّاح افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم میں سے کوئی صبح میں ایک لباس پہنے گا اور شام میں دوسرا لباس پہنے گا، اس کے سامنے (کھانے وغیرہ کا) ایک پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا۔ اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح کعبہ معظّمہ پر پردہ ہے۔'' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: ''یا رسول اللہ

صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ان دنوں ہم آج کی بنسبت بہتر ہوں گے کیونکہ عبادت کے لئے (زیادہ) فارغ ہوں گے اور ہم تفکرات کی تکلیف سے آزاد ہوں۔'' تو حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''نہیں۔تم اُس دن کی بنسبت آج بہتر حال میں ہو۔''

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب حدیث علی......الخ، الحدیث:۲۴۷۶،ص۱۹۰۱)

(۴)......حضرت سیدنا ابو ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے والوں میں سے ایک حضرت سیدنا ابو ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بیمار پرسی کے لئے آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے ہوئے پایا، حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا: ''اے ماموں جان! آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا درد نے آپ کو پریشان کر رکھا ہے یا دنیا کی حرص ہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''ہرگز نہیں بلکہ حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہم سے ایک عہد لیا تھا جسے ہم نے پورا نہ کیا۔'' حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''وہ کون سا عہد تھا؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''میں نے حضور نبی رحمت، شفیع امت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''مال جمع کرنے کے مقابلے میں ''ایک خادم'' اور راہِ خدا عزوجل میں سفر کے لئے ''ایک سواری'' کافی ہے۔'' (پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا) اور آج میں اپنے پاس مال جمع پاتا ہوں۔''

پس جب حضرت سیدنا ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترکہ کو شمار کیا گیا تو صرف ۳۰ درہم کی مقدار کو پہنچا، اور اس حساب میں وہ برتن بھی شامل تھا جس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹا گوندھا کرتے اور اسی میں کھانا کھاتے تھے۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب التوبۃ والزھد، الحدیث:۵۰۸۲، ج۴، ص۹۵)

(۵)......حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

دنیا میں زہد اختیار کرنے والوں میں ایک نام حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے، ان کو ''سلمان الخیر'' بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ،

حضرت عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جب حضرت سیدنا سلمان الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گھبراہٹ کے آثار دکھائی دیئے، لوگوں نے پوچھا: ''اے عبداللہ کے باپ! آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس چیز نے پریشان کر دیا ہے؟ حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے والے تھے اور آپ تو رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ کئی غزوات اور بڑی بڑی فتوحات میں شریک رہے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مجھے یہ بات پریشان کئے ہوئے ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہم سے جدا ہوتے وقت ایک عہد لیا تھا کہ ''تم میں سے ہر شخص کو ایک مسافر جتنا زادِراہ کافی ہے۔'' اور یہی وہ بات ہے جس نے مجھے پریشان کیا ہے۔''

حضرت عامر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال جمع کیا گیا تو اس کی قیمت صرف ۱۵درہم کے برابر تھی۔'' (الترغیب والترھیب، کتاب التوبۃ والزھد، الحدیث:۵۰۵۳، ج۴، ص۹۶)

دنیا کے بارے میں فرامینِ مصطفی صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضور نبیٔ اکرم، رسولِ محتشم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دنیا میں زہد (یعنی دنیا سے کنارہ کشی) اختیار کئے رہے کیونکہ دنیا ان کا دائمی گھر نہیں تھا یقیناً حقیقی گھر تو آخرت ہے اور حضور نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے دنیا کے بارے میں بہت سی مثالیں بیان فرمائیں۔ چنانچہ،

(۱)......حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولوں کے سالار، دوعالم کے مالک ومختار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک چٹائی پر سو گئے، جب اٹھے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پہلو مبارک پر چٹائی کے نشان تھے، ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اگر ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے نرم بستر بچھا دیتے۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے دنیا سے کوئی غرض نہیں، مَیں دنیا میں اُس مسافر کی طرح ہوں جو ایک درخت کے سائے میں (کچھ دیر) آرام کرتا ہے اور پھر کوچ کر جاتا ہے اور اس درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب حدیث ماالدنیا...الخ، الحدیث:۲۳۷۷، ص۱۸۹۰)

(۲)......حضرت سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ، اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ عزوجل کی قسم ! آخرت کے مقابلے میں دنیا اتنی سی ہے جیسے کوئی اپنی اس انگلی کو سمندر میں ڈالے تو وہ دیکھے کہ اس انگلی پر کتنا پانی لایا۔'' اس حدیث کے ''یحییٰ'' نامی راوی نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، باب فناء الدنیا، الحدیث: ۷۱۹۷، ص۱۱۷۳)

(۳)......حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم رسول محتشم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم عالیہ کے کسی حصہ سے آتے ہوئے بازار سے گزرے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے دونوں طرف لوگ تھے، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا بکری کے ایک مردہ بچے کے پاس سے ہوا جس کا ایک کان چھوٹا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کا کان پکڑ کر اٹھایا اور ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کون اسے ایک درہم میں خریدنا چاہے گا۔'' لوگوں نے عرض کی: ''ہم اسے کسی بھی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کرتے، ہم اس کا کیا کریں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''کیا تم پسند کرتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے۔'' انہوں نے عرض کی: ''اللہ عزوجل کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا کہ اس کا ایک کان چھوٹا ہے تو پھر جبکہ یہ مردہ ہے کوئی اسے کیسے لے گا؟'' حضور نبیٔ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! جیسے تمہاری نظروں میں یہ مردہ بچہ کوئی وقعت نہیں رکھتا اللہ عزوجل کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقاق، باب الدنیا سجن.....الخ، الحدیث: ۷۴۱۸، ص۱۱۹۱)

(۴)......حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بکری کے ایک خارش زدہ بچے

کے پاس سے گزرے جس کو اس کے مالکوں نے گھر سے نکال دیا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ بکری کا بچہ اپنے مالکوں کی نظر میں بے وقعت تھا؟'' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کی: ''جی ہاں! یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس طرح یہ خارش زدہ بچہ اپنے مالکوں کے نزدیک حقیر ہے اللہ عزوجل کے نزدیک دنیا اس سے بڑھ کر حقیر ہے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، ج۳، الحدیث:۸۳۷۲، ص۲۴۰)

(۵)......حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر اللہ عزوجل کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو وہ اس دنیا سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی پینے کو نہ دیتا۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ھوان الدنیا...الخ، الحدیث:۲۳۲۰، ص۱۸۸۵)

(۶)......حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں ایک گروہ حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان سے استفسار فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کھانا ہوتا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں! یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس پانی بھی ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''کیا تم اُسے ٹھنڈا بھی کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''ان دونوں (یعنی کھانے اور پانی) کا انجام بھی دنیا کے انجام کی طرح ہے (کہ جیسے کھانا اور پانی

غلاظت بن جاتا ہے دنیا بھی فانی ہوجائے گی) جب تم میں سے کوئی اپنے گھر کے پچھواڑے کی طرف (پیشاب کرنے) جاتا ہے تو اس کی گندگی کی بدبو کی وجہ سے اپنے ناک کو پکڑ لیتا ہے۔''
(المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۱۱۹، ج۶، ص ۲۴۸)

(۷)...... حضرت سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے حبیب، حبیبِ لبیب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے: ''دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال و دولت کی حرص اور حُبِّ جاہ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔''
(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب حدیث ماذئبان جائعان، الحدیث: ۲۳۷۶، ص ۱۸۹۰)

نفسِ مومن دنیا سے مطمئن کیوں؟

دنیا میں بندۂ مؤمن کا دل اس وقت تک خوش اور مطمئن رہتا ہے جب تک اس کی نظر اپنے سے نچلے لوگوں (کے مال و دولت) پر ہوتی ہے اور جب اپنے سے اوپر والوں کو دیکھتا ہے تو اس کی زندگی اَجیرن اور بدمزہ ہوجاتی ہے اور اس کے ایمان کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''(دنیا کے معاملے میں) اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو اور اپنے سے اوپر والوں کو مت دیکھو، یہ تمہارے لئے بہترین نصیحت ہے تاکہ تم اللہ عزوجل کی نعمتیں نہ کھو بیٹھو۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب الدنیا سجن...... الخ، الحدیث: ۷۴۳۰، ص ۱۱۹۱)

تم تو بادشاہ ہو:

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک شخص نے عرض کی: ''کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟'' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: ''کیا تمہاری بیوی ہے جس کے ساتھ تم رہتے ہو؟'' عرض کی: ''ہاں۔'' پوچھا: ''کیا تیرے پاس رہنے کی جگہ ہے؟'' عرض کی: ''ہاں۔'' ارشاد فرمایا: ''تم تو اغنیاء میں سے ہو۔'' اس نے کہا: ''میرا ایک خادم بھی ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''پھر تو تم بادشاہ ہو۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۷۴۶۲، ص۱۱۹۶)

ابن آدم کا واویلا:

دنیا میں مؤمن کا نفس اس وقت خوش ہوتا ہے جب وہ اس بات کی حقیقت کو جان لے کہ اس کا حقیقی مال وہ ہے جو اس نے کھا کر ختم کر دیا، جو پہن کر بوسیدہ کر دیا اور جسے راہِ خدا عزوجل میں صدقہ کر کے آخرت کے لئے محفوظ کر لیا اور اس کے علاوہ باقی سارا مال وہ عنقریب اپنے ورثاء کے لئے چھوڑ جائے گا۔ چنانچہ،

(۱)...... حضرت سیدنا مُطَرِّف کے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں حضورِ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سورۂ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ (پ۳۰، تکاثر) کی تلاوت فرما رہے تھے۔ چنانچہ، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ابن آدم کہتا ہے: ''میرا مال میرا مال۔'' پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا: ''اے ابن آدم! تیرا مال تو وہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا، یا جو پہن کر بوسیدہ کر دیا یا وہ جو صدقہ کر کے آخرت کے لئے بھیج دیا۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۷۴۲۰، ص۱۱۹۱)

(۲)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبیِّ مُکَرَّم ،نُورِ مُجَسَّم ، رسولِ اَکرم ،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''بندہ کہتا ہے'' میرا مال میرا مال'' لیکن اس کا مال تو صرف تین طرح کا ہے (۱) جو کھا کر ختم کر دیا (۲) یا جو پہن کر بوسیدہ کر دیا (۳) یا جو کسی کو صدقہ دے کر آگے (آخرت کے لئے) بھیج دیا، اس کے علاوہ جو بھی مال ہے وہ تو جانے والا ہے اور وہ اسے لوگوں کے لئے چھوڑ دے گا۔'' (المرجع السابق ،الحدیث:۷۴۲۲)

عمل ہمیشہ انسان کے ساتھ رہتا ہے:

(۳)......حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان: ''میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں، دو واپس ہو جاتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے، اس کے اہل، مال اور عمل ساتھ جاتے ہیں تو اس کے اہل و مال واپس لوٹ جاتے ہیں اور اس کا عمل ساتھ رہتا ہے۔'' (المرجع السابق ،الحدیث:۷۴۲۴)

آخرت کی تیاری کرلو

جب دنیا ایک ختم ہو جانے والا سایہ ہے اور فانی ہونے والا سامان ہے تو تجھ پر لازم ہے کہ تو آخرت کے لئے مکمل اہتمام کر۔ چنانچہ،

(۱)......حضرت سیدنا معقِل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارا پاک پَروَرْدگار عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! تو خود کو میری عبادت کے لئے فارغ کرلے میں

تیرے دل کو غناء سے اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا۔اور اے ابن آدم! تو میری عبادت سے دوری اختیار نہ کر (ورنہ) میں تیرے دل کو فقر سے بھر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو دنیاوی کاموں میں مصروف کر دوں گا۔''

(المستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، الحدیث:۷۹۹۶، ج۵، ص۴۶۴)

(۲)......حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے دنیا سے محبت کی وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس کو دنیا میں نقصان ہوگا، تو تم باقی رہنے والی (آخرت) کو فنا ہونے والی (دنیا) پر ترجیح دو۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۷۹۶۷، ص۴۵۴)

(۳)......حضرت سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سردارِ مکہ مکرمہ، سلطانِ مدینہ منورہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اتنی لمبی نماز ادا فرماتے تھے کہ مبارک قدموں میں ورم آجاتا یا ان میں زخم ہوجاتے اور جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اس کے بارے میں عرض کی جاتی (کہ اتنی مشقت کس لئے؟) تو ارشاد فرماتے: ''کیا میں اپنے رب عزوجل کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصبر عن محارم اللہ، الحدیث:۶۴۷۰، ص۵۴۳)

جنت اور دوزخ تم سے قریب ہیں

(۱)......حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''جنت تم سے اس سے بھی زیادہ قریب ہے جتنا تمہارے جوتے کا تسمہ، جوتے سے قریب ہے اور دوزخ بھی اسی طرح ہے (یعنی بہت زیادہ قریب ہے) ہاں! یہ بات ہے کہ جنت کو تکالیف سے اور دوزخ کو شہوتوں اور لذّتوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔'' یعنی راہِ جنت میں مصائب و تکالیف ہیں جبکہ شہوات دوزخ میں پہنچاتی ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حجبت النار بالشھوات، الحدیث:۶۴۸۸،ص۵۴۴)

(۲)...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جہنم کو نفسانی شہوات سے ڈھانپ دیا گیا ہے اور جنت کو تکالیف سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۶۴۸۷)

(۳)...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رحمت کونین، دکھی دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب اللہ عزوجل نے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا تو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کو جنت کی طرف بھیجا اور ارشاد فرمایا: ''جنت اور اس کی اُن نعمتوں کو دیکھو جو میں نے اہل جنت کے لئے تیار کی ہیں۔'' حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''تو جبرائیل (علیہ السلام) جنت میں آئے، جنت اور اہل جنت کے لئے اللہ عزوجل کی تیارہ کردہ نعمتیں دیکھ کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''تیرے عزت وجلال کی قسم! جو بھی اس جنت کے بارے میں سنے گا وہ ضرور اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔'' پس اللہ عزوجل نے حکم فرمایا اور جنت کو مشقتوں اور تکالیف سے ڈھانپ دیا گیا۔''

پھر اللہ عزوجل نے جبرائیل (علیہ السلام) سے فرمایا: ''دوبارہ جاؤ اور جنت

اور اس کی نعمتوں کو دیکھو جو میں نے جنتیوں کے لئے تیار کی ہیں۔'' حضور نبی پاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''جبرائیل (علیہ السلام) دوبارہ جنت میں گئے تو کیا دیکھا کہ اس کو مشقتوں اور تکالیف سے ڈھانپ دیا گیا ہے، پس جبرائیل امین (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! تیرے عزت وجلال کی قسم! مجھے ڈر ہے کہ اب اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔''

پھر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اب دوزخ کی طرف جاؤ اور دوزخ اور اس کے عذابات کو دیکھو جو میں نے اہل دوزخ کے لئے تیار کئے ہیں۔'' حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے جا کر دیکھا کہ دوزخ (کی آگ) کا ایک حصہ دوسرے پر چڑھ رہا ہے تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے اللہ عزوجل! تیرے عزت وجلال کی قسم! کوئی بھی ایسا نہیں جو جہنم (کی سختی) کے بارے میں سنے اور اس میں داخل ہو (یعنی بچنے کی کوشش کرے گا) پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہنم کو شہوات ولذّات کے پردوں سے ڈھانپ دیا گیا۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے جبرائیل (علیہ السلام) کو حکم دیا: ''دوبارہ جہنم کی طرف جاؤ۔'' جبرائیل (علیہ السلام) گئے اور بارگاہ الٰہی عزوجل میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ عزوجل! تیری عزت وجلال کی قسم! مجھے خوف ہے کہ اب اس سے کوئی بھی نہ بچ پائے گا، بلکہ (شہوات میں مبتلا ہو کر) اس میں جا پڑے گا۔''

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء خفت الجنۃ ....الخ، الحدیث: ۲۵۶۰، ص۱۹۰۹)

حدیثِ پاک کی تشریح:

امام ابن حجر عسقلانی علیہ رحمۃ اللہ القوی، فتح الباری، جلد ۱۱، صفحہ ۲۷۳ پر اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حدیث پاک میں آنے والے لفظِ ''مکارہ'' (یعنی تکالیف) سے مراد وہ اچھے یا برے اعمال ہیں جن کا ایک مسلمان مکلّف کو مجاہدۂ نفس کے لئے کرنے یا چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے جیسے عبادات کی مکمل ادائیگی اور ان پر محافظت اختیار کرنا اور اپنے قول اور عمل کے ذریعے ممنوعات شرعیہ سے بچنا۔ اور اچھے اعمال بجالانے اور برے اعمال ترک کرنے پر لفظِ ''مکارہ'' (یعنی تکالیف) کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کہ عبادات کی ادائیگی اور گناہوں سے بچنے میں عامل کو مشقت اور صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور ان میں ایک مصیبت پر صبر کرنا اور حکم الٰہی عزوجل کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا بھی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مزید فرماتے ہیں: ''اور ''شہوات'' سے مراد وہ دنیاوی امور ہیں جن کے ذریعے لذّت حاصل کی جاتی ہے خواہ شریعت نے اس سے بلاواسطہ منع کیا ہو یا اس کے کرنے سے احکاماتِ الٰہی عزوجل میں سے کسی حکم کا ترک لازم آتا ہو۔ نیز مشتبہ (جن میں شک ہو) اور وہ جائز و مباح کام جن پر عمل کے باعث حرام میں پڑنے کا خوف ہو، سب اس (شہوات) میں داخل ہیں۔ چنانچہ،

(۴)......حضرت سیدنا عطیہ بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ اکرم، نورِ مجسم، رسول محتشم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''آدمی اس وقت تک متقی و پرہیز گار نہیں ہو سکتا جب تک ناجائز کاموں سے بچنے کے لئے جائز و مباح

کاموں کو نہ چھوڑ دے۔''

(المستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، باب ان الصالحین یشدد علیھم، الحدیث:۷۹۶۹، ج۵،ص۴۵۴)

پس تکالیف و مشقتوں کے اس بیابان کو سر کرنے کے بعد ہی بندہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے اور شہوات کو ترک کر کے ہی دوزخ سے چھٹکارا پا سکتا ہے، کیونکہ اطاعت و فرماں برداری جنت میں پہنچاتی ہے اور گناہ و نافرمانی جہنم میں لے جاتی ہے اور بعض اوقات اطاعت اور معصیت و نافرمانی معمولی سی چیزوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ،

(۵)......حضرت سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ کوئی بات اللہ عزوجل کی خوشنودی کی کرتا ہے اور وہ اس درجہ و مقام تک پہنچتی ہے جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا اور اللہ عزوجل اس کے سبب قیامت تک کے لئے اپنی رضا و خوشنودی لکھ دیتا ہے، اور کوئی بندہ اللہ عزوجل کی ناراضگی کا کلمہ منہ سے نکالتا ہے اور وہ اس مقام تک پہنچتا ہے جس کا اسے گمان نہیں ہوتا تو اللہ عزوجل اس کی بات پر قیامت کے دن تک اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی قلۃ الکلام، الحدیث:۲۳۱۹،ص۱۸۸۵)

(۶)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے شہنشاہِ خوش خِصال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''بندہ کبھی کوئی بات ایسی کہہ دیتا ہے جس کے سبب جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جتنا مشرق اور مغرب کا درمیانی فاصلہ ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب حفظ اللسان، الحدیث:۷۴۸۱،ص۱۱۹۵)

پیارے اسلامی بھائی! تھوڑی سی بھلائی (یعنی نیکی) بھی مت چھوڑ اور نہ ہی معمولی سی برائی (یعنی گناہ) کو اختیار کر کیونکہ تجھے نہیں معلوم کہ کون سی نیکی کے سبب اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرما دے اور کس برائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہو جائے۔

فقراء اوران کی مجالس کو حقیر نہ جانو

پیارے اسلامی بھائی! جو چیز تجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے گی وہ اللہ عزوجل کے بندوں کا احترام ہے[1]،...... بالخصوص نیک و پرہیز گار فقراء کی تعظیم و تکریم کرنا،...... اُنکی قدر و منزلت کو سمجھنا،...... اور اُن سے دوستی ایسی ہو جیسی تم اغنیاء اور مالداروں سے کرتے ہو ،...... اگر وہ تیرے پاس کوئی حاجت لے آئیں تو اپنے منصب و مال کے ذریعے ان کی غم گساری کر،...... انہیں حقیر مت جان ہو سکتا ہے کہ وہ تجھ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قریب ہوں۔

زاہد نگاہ تنگ سے کسی رِند کو نہ دیکھ
شاید کہ اس کریم کو تو ہے کہ وہ پسند

فقراء کے فضائل پر احادیث مبارکہ:

(۱)...... حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس سے ایک شخص کا گزر

---

[1] اللہ عزوجل کے بندوں کے احترام کے بارے میں مزید معلومات کے لئے بانیٔ دعوتِ اسلامی، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ ''احترامِ مسلم''، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کا مطالعہ انتہائی مفید رہے گا۔

ہوا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے استفسار فرمایا: ''اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' اس نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس کا شمار نیک اور شریف لوگوں میں ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی قسم! یہ تو ایسا ہے کہ اگر کسی کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے شادی کر لی جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش منظور کر لی جائے۔''

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم خاموش رہے پھر ایک دوسرے شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو حضور نبیٔ اکرم، رسول محتشم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس کے بارے میں بھی استفسار فرمایا: ''اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟'' اس نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! اس کا شمار فقراء مسلمین (یعنی غریبوں) میں ہوتا ہے اور یہ ایسا ہے کہ اگر کسی کو نکاح کا پیغام بھیجے تو کوئی اس سے شادی نہ کرے، کسی کی سفارش کرے تو منظور نہ کی جائے اور اگر بات کرے تو سنی نہ جائے۔ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ اس جیسے زمین بھر سے بہتر ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر، الحدیث: ۶۴۴۷، ص۵۴۲)

(۲)......حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! کیا تم مال کی کثرت کو تونگری وغناء خیال کرتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں! یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم۔'' پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''اور کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ مال کی کمی کا نام فقر و مفلسی ہے؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں!

یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ۔'' تو حضور نبیٔ رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''لیکن معاملہ ایسے نہیں، بے شک حقیقی تونگری دل کا تونگر ہونا اور حقیقی فقر (یعنی مفلس ہونا) دل کا فقر ہے۔''

پھر حضور نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے قریش کے ایک شخص کے بارے میں استفسار فرمایا: ''اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''جب وہ کچھ طلب کرتا ہے عطا کیا جاتا ہے اور جب حاضر ہوتا ہے تو عزت کے ساتھ بٹھایا جاتا ہے۔''

پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ سے اہل صفہ کے ایک آدمی کے بارے میں استفسار فرمایا: ''کیا تم فلاں شخص کو پہچانتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں! یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ۔'' پس حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے اوصاف بیان کرتے رہے اور اس کی تعریف کرتے رہے یہاں تک کہ میں اسے پہچان گیا۔ تو میں نے عرض کی: ''جی ہاں! یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ۔'' ارشادفرمایا: اُس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''وہ تو اہلِ مسجد (یعنی اہل صفہ) میں سے ایک مسکین وغریب شخص ہیں۔'' حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ''یہ اُن دوسرے جیسے زمین بھر سے افضل ہے۔'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ! کیا دوسرے کو عطا کی جانے والی (خوبیوں وغیرہ) میں سے کچھ بھی اس کو نہ دیا جائے؟'' ارشادفرمایا: ''اگر اسے دیا جائے تو وہ اس کا اہل ہے اور اگر اسے نہ دیا جائے تو اس کے لئے نیکی ہے۔''

(المستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، باب خصائل اولیاء اللہ، الحدیث: ۷۹۹۹، ج۵، ص۴۶۵)

(۳)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے حبیب، حبیب لبیب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ محبت نشان ہے: ''فقراء سے محبت کرو اوران کے پاس بیٹھا کرو اور (خوش عقیدہ) اہل عرب کو دل سے محبوب رکھو اور لوگوں کے جن عیوب سے تم واقف ہو ان سے چشم پوشی کیا کرو۔''

(المستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، باب فی بئر جھنم ......الخ، الحدیث:۸۰۱۷، ج۵، ص۴۷۲)

اغنیاء سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان جنت نشان ہے: ''بروزِ قیامت مسلمان فقراء مالداروں سے نصف دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور وہ نصف دن پانچ سو سال کے برابر ہوگا۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء ان فقرا......الحدیث:۲۳۵۳۔۵۴، ص۱۸۸۸)

جنت میں فقراء زیادہ ہوں گے:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سردارِ مکہ مکرمہ، سلطانِ مدینہ منورہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میں نے جنت کے اندر جھانکا تو اہل جنت میں فقراء (یعنی غریبوں) کو زیادہ دیکھا اور دوزخ کے اندر جھانکا تو اہل دوزخ میں اغنیاء (یعنی مالداروں) اور عورتوں کو زیادہ دیکھا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، الحدیث:۶۶۲۲، ج۲، ص۵۸۲)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرورِ ذیشان، رحمتِ عالمیان، نبی غیب دان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ غیب نشان ہے: ''دو مؤمن جنت کے دروازے پر ملاقات کریں گے، جن میں سے ایک دنیا میں غنی (یعنی مالدار) تھا اور دوسرا فقیر (یعنی غریب)۔ فقیر کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور غنی کو جب تک اللہ عزوجل چاہے گا روک دیا جائے گا۔ پھر اُسے بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ جب فقیر اس سے ملے گا تو پوچھے گا: ''اے بھائی! کس چیز نے تجھے (اتنی دیر تک) روک دیا، اللہ عزوجل کی قسم! تجھے اتنی دیر تک روکا گیا حتی کہ میں تیرے بارے میں خوف کرنے لگا'' غنی جواب دے گا: ''اے میرے بھائی! تمہارے بعد مجھے انتہائی تکلیف دہ اور ناپسندیدہ رکاوٹ کا سامنا تھا اور تم تک پہنچتے پہنچتے (روکے جانے کے سبب) میرا اتنا پسینہ نکلا کہ اگر اُس کو نمکین اور کڑوی بُوٹی چرنے والے ایک ہزار پیاسے اونٹ پینے کے لئے اترتے تو سیراب ہو جاتے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن العباس، الحدیث: ۲۷۷۱، ج۱، ص۶۵۲)

بعض الفاظِ حدیث کے معانی:

مذکورہ حدیث پاک کے عربی متن میں یہ لفظ ''مَحْبِس'' حَبْس کے معنی میں ہے یعنی روکنا اور ''حَمْض'' ایک بُوٹی کا نام ہے جس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور یہ اونٹوں کے لئے ایسی ہی (لذیذ) ہے جیسے انسان کے لئے پھل کیونکہ اونٹ جب میٹھی بُوٹی چرنے سے اُکتا جاتا ہے تو اس بُوٹی (یعنی حَمْض) کو کھانے کی خواہش کرتا ہے اور اس کی طرف ہو جاتا ہے پس جب ''حَمْض'' چر لیتا ہے تو اس کے اوپر پانی پیتا ہے۔

درسِ حدیث:

پیارے اسلامی بھائی! اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے (آمین)،..........اس حدیث پاک میں غور کر،..........دیکھ کہ اس غنی کو تھوڑی دیر کے لئے جنت میں داخلے سے روک دیا گیا..........تو اس کے بدن سے اتنا پسینہ نکلا جو ہزار پیاسے اونٹوں کی سیرابی کے لئے کافی ہو جاتا،..........پس اگر تو بھی غنی (یعنی مالدار) ہے تو اپنے معاملے میں غور و فکر کر لے،..........اور اپنا مال اچھی جگہ خرچ کر،..........اور اگر تو غریب ہے تو اپنی اس حالت پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کر،..........بالخصوص جب تجھے صحت اور عافیت کی نعمت بھی دی گئی ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا عبیداللہ بن مِحْصَن الخَطْمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''تم میں جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا دل مطمئن، بدن تندرست اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہو تو گویا اس کے لئے دنیا جمع کر دی گئی ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب فی الوصف....الخ، الحدیث:۲۳۴۶، ص۱۸۸۷)

خوفِ خدا عزوجل اور مال و دولت:

حضرت سیدنا یسار بن عبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم ایک مجلس میں بیٹھے تھے کہ نبی کریم رؤف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بالوں پر پانی کی تری تھی، ہم نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم

کوقناعت پسند و نیک طبیعت دیکھتے ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''ہاں! ایسا ہی ہے۔'' پھر لوگ غناء یعنی مالداری کی باتیں کرنے لگے تو اللہ کے حبیب، حبیب لبیب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرتا ہو اس کے امیر ہونے میں حرج نہیں اور جو اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے اس کے لئے صحت، مالداری سے زیادہ بہتر ہے اور قناعت پسند و نیک طبیعت ہونا کئی نعمتوں کا مجموعہ ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، احادیث رجال من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث:۲۳۲۱۸، ج۹ص۵۳)

درسِ حدیث:

پس غناء یعنی مالداری بغیر تقوی کے ہلاکت ہے، کیونکہ ایسا شخص ناحق طریقے سے مال اکٹھا کرتا ہے، حق دار کو محروم کر دیتا ہے، اور وہ اسے ناجائز جگہوں میں خرچ کرتا ہے، اور جو صاحب مال خوفِ خدا عزوجل رکھتا ہے اس سے حرج ونقصان دُور ہو جاتا ہے اور اسے بھلائی نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ،

حضرت محمد بن کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ ارشادات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''(۱) جب مالدار، اللہ عزوجل سے ڈرنے لگ جائے تو اس کو دوہرا ثواب عطا کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے (مال کے ذریعے) اس کا امتحان لیا تو اسے امتحان میں پورا اترنے والا پایا اور جس کا امتحان لیا گیا ہو وہ اس کی طرح نہیں جس کا امتحان نہ ہو۔ (۲) اور بدن کا تندرست رہنا عبادت کرنے میں معاون ہوتا ہے پس صحت ایک عظیم نعمت ہے جبکہ بیمار شخص عبادت کرنے سے لاچار و عاجز ہوتا ہے۔ اور صحت وتندرستی کے ساتھ غربت کا ہونا اس بات سے بہتر ہے کہ لاچاری کے ساتھ

تونگری اور مالداری ہو ،(۳) قناعت پسندی وطبیعت کا نیک ہونا ایک ایسا (روحانی) سُرور ہے جس کے سبب اللہ عزوجل اپنے بندے کو اپنی اطاعت کی توفیق، (عبادت کے لئے) اکتاہٹ سے پاک زندگی اور تھکاوٹ سے پاک جسم عطا فرماتا ہے اور اسے (دنیا کے) مہیب خطرات سے مامون کر دیتا ہے۔اور جب زندگی خدشات وخطرات سے محفوظ ہوجائے اور تنگی نہ رہے تو دل جِلا پاتا ہے اور نفس مطمئن ہوجاتا ہے اور ایسا شخص نعمتوں سے مالا مال ہوجاتا ہے۔''

غِناء افضل ہے یافقر؟

اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ نہ تو کلی طور پر فقر (یعنی غریبی) کو غِنا (یعنی مالداری) پر فضیلت ہے اور نہ ہی غِنا کلی طور پر فقر سے افضل ہے کیونکہ بہت سے اغنیاء ایسے ہیں کہ جن کو مال ودولت اللہ عزوجل کی یاد اور عبادت سے غافل نہیں کرتے اور کتنے ہی فقیر ایسے ہیں جن کو غربت نے عبادتِ الٰہی عزوجل سے دُور کر رکھا ہے۔جبکہ بہت سے پاکدامن فقیر ایسے بھی ہیں جو اپنے لئے اللہ عزوجل کی تقسیم پر راضی ہیں اور کتنے ہی مالدار ایسے ہیں کہ مالداری نے انہیں اللہ عزوجل کی اطاعت سے دور کردیا ہے۔ بہر حال ہونا یہ چاہئے کہ غربت میں بندہ صبر ورضا کا پیکر بنا رہے اور مالداری میں اللہ عزوجل کا شکر اور اس کی ثنا بجالائے کیونکہ دنیا کی یہ چندروزہ زندگی ختم ہونے اور گزر جانے والی ہے۔

اعمالِ آخرت میں سُستی نہ کرو

مسلمان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ موت جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اس لئے عبادات کو جلد ادا کرنے کے معاملہ میں حریص ہوتا ہے،......کوتاہی

ک کر دیتا ہے، ......پہلی فرصت میں طاعات وعبادات بجا لاتا ہے، ...... اور مکمل اہتمام کے ساتھ ادا کرتا ہے، ......اور یہ کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے نیکی کے کاموں میں جلدی کرنے کی بہت سی مثالیں قائم کیں اور بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد جلدی سے اٹھے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ لوگ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اس جلدی کو دیکھ کر گھبرا گئے، پھر نبیٔ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ان کے پاس تشریف لائے تو لوگوں کو اس عجلت سے متعجب دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''مجھے کچھ ''سونا'' یاد آ گیا جو ہمارے گھر میں تھا میں نے یہ ناپسند کیا وہ مجھے (یادالٰہی عزوجل سے) روکے تو میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من صلی بالناس فذکر......الخ، الحدیث:۸۵۱،ص۶۷)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، سعادت کی علامت:

وہ مسلمان جسے حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی اطاعت کی توفیق مل جائے وہ یقیناً سعادت مند ہے کہ ایسا شخص آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے اور موت کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سَیِّدُ الْمُبَلِّغِین،

رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کو کمزور کر دے اور موت کے بعد آنے والی زندگی کے لئے نیک عمل کرے اور عاجز ولاچار وہ ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ عزوجل پر لمبی امیدیں رکھے۔'' (شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، الحدیث:۱۰۵۴۶، ج۷، ص۳۵۰)

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیع امت، مالکِ جنت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''سب سے زیادہ عقلمند و دانا وہ مومن ہے جو موت کو کثرت سے یاد کرے اور اس کے لئے احسن طریقے پر تیاری کرے، یہی (حقیقی) دانا لوگ ہیں۔'' (المرجع السابق، الحدیث:۱۰۵۴۹، ص۳۵۱)

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا اسامہ بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سو دینار کے عوض ایک مہینے کے لئے ایک باندی خریدی تو میں نے حضور نبی اکرم، رسول محتشم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: ''کیا تم اُسامہ پر تعجب نہیں کرتے جو مہینے کا سودا کرتا ہے، یقیناً اُسامہ لمبی اُمید والا ہے، اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جب میں اپنی آنکھیں جھپکتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ کہیں میری پلکیں کھلنے سے پہلے ہی اللہ عزوجل میری روح قبض نہ فرمالے اور جب اپنی پلکیں اٹھاتا ہوں تو یہ گمان ہوتا ہے کہ کہیں انہیں جھکانے سے پہلے ہی موت کا وعدہ نہ آجائے اور جب کوئی لقمہ منہ میں ڈالتا ہوں تو یہ گمان کرتا ہوں کہ موت کا اُچھو لگنے (یعنی موت آنے) سے پہلے اسے نہ نگل سکوں گا، اے لوگو! اگر تم عقل رکھتے ہو تو اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو، کیونکہ تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔'' راوی کہتے ہیں کہ حضرت

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس باندی کو اپناہا تھ تنگ ہونے کی وجہ سے خریدا تھا(یعنی اس وقت مال موجود تھا، بعد میں نہیں خرید سکتے تھے)

(المرجع السابق، الحدیث ۱۰۵۶۴،ص ۳۵۵)

فکرِ آخرت کے متعلق فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشادفرمایا: اے لوگو! یقیناً دنیا تمہارے لئے جائے عمل ہے تو اپنے اعمال کو بخوبی پورا کرو۔اور تمہارا ایک انجام (موت) ہے تو اپنے انجام کی تیاری کرو۔مسلمان دوخوفوں کے درمیان رہتا ہے (۱) ایک اُس مدت کا خوف جوگزر چکی، وہ نہیں جانتا کہ اللہ عزوجل نے اس کے بارے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔اور (۲) دوسرے اس مدت کا خوف جو ابھی باقی ہے، وہ نہیں جانتا کہ اللہ عزوجل اس میں اس کے ساتھ کیا معاملہ فرماتا ہے پس بندے کو چاہئے کہ دنیا میں بڑھاپا آنے سے قبل جوانی ہی میں آخرت کے لئے زادِ راہ اکٹھا کرلے، کیونکہ تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور دنیا تمہارے لئے بنائی گئی ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! موت کے بعد (عبادت کے لئے) تھکنے کا کوئی موقع نہیں اور دنیا کے بعد جنت اور دوزخ کے علاوہ کوئی گھر نہیں میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔''

(المرجع السابق، الحدیث:۱۰۵۷۱،ص ۳۶۰)

دنیا کی مذمت پر فرامینِ صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

(۱) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دیتے وقت ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''اپنی جوانی پر نازاں خوبصورت چہروں والے کہاں گئے؟...... کہاں گئے وہ بادشاہ جنہوں نے بڑے بڑے شہر تعمیر کئے اور ان کی حفاظت کے لئے اونچی اونچی دیواریں بنائیں؟...... اور کدھر چلے گئے وہ لوگ جو جنگی معرکوں میں فتح اور غلبہ پاتے تھے؟...... ان کے اجزاء بکھر گئے جب زمانے نے انہیں تباہ و برباد کر دیا اور وہ قبروں کی تاریکی میں چلے گئے (تو اے لوگو!) اپنی جانوں کو ہلاکت سے بچاؤ اور جلدی کرو۔''

(۲) امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''یقیناً اللہ عزوجل نے تمہارے لئے دنیا کو پھیلا دیا ہے تو تم اس میں سے بقدرِ ضرورت ہی حصہ لینا۔''

(۳) ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اس وقت وہ مرض الموت میں مبتلا تھے جب حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کا سانس سینے میں اٹکا ہوا دیکھا تو اس کی مثال اس شعر سے بیان فرمائی:

أَ مَاوِیُّ مَایُغْنِی الثَّرَاءُ عَنِ الْفَتٰی　　اِذَاحَشْرَجَتْ یَوْمًا وَضَاقَ بِهَاالصَّدْرُ

ترجمہ: کیا سخی و بہادر شخص کو اس کا مال و دولت موت کے منہ میں جانے سے بچالے گا، اس دن کہ جب سانس حلق میں اٹک رہا ہو گا اور سینہ تنگ ہو جائے گا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخرت کے معاملے میں سستی کو بالکل پسند نہ کرتے تھے۔اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''ہر کام میں آہستگی ہونی چاہئے سوائے آخرت کے معاملے میں۔''

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے نہیں تھے کہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ، چنانچہ، ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے عرض کی: ''اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ان کپڑوں کے بجائے زیادہ نرم وملائم کپڑے پہنیں اور اپنے اس کھانے سے زیادہ عمدہ کھانا کھائیں تو کیا حرج ہے؟ کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رزق وسیع کر دیا ہے اور آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں تجھے سرزنش کروں گا کیا تمہیں یاد نہیں کہ اللہ کے محبوب ، دانائے غیوب ، منزہ عنِ العُیُوب عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم زندگی کی ٹھاٹھ باٹھ پسند نہیں فرماتے تھے؟''

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی صاحبزادی کو بار بار یہی کہتے رہے حتی کہ انہیں رُلا دیا پھر اُن سے ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے توفیق ملی تو میں ان دونوں یعنی حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کٹھن زندگی اختیار کروں گا ہوسکتا ہے میں ان کی پسندیدہ زندگی پالوں۔''

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اَمیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! یقیناً اللہ عزوجل نے تمہیں دنیا اس لئے عطا فرمائی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کی تیاری کرو، اس لئے عطا نہیں فرمائی کہ تم اس کی طرف جھک جاؤ، ...... کیونکہ دنیا تو فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی، ...... تو کہیں فانی تمہیں اپنی طرف نہ کھینچ لے اور باقی رہنے والی سے غافل کردے، ...... تم فانی ہونے والی (دنیا) پر باقی رہنے والی (آخرت) کو ترجیح دو، ...... یقیناً دنیا ختم ہوکر رہے گی، ...... اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ہی لوٹ کر جانا ہے، ...... اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو کیونکہ خوفِ خدا عزوجل عذاب کے آگے ڈھال اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وسیلہ ہے۔''

حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے کوفہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف لمبی امیدوں، اور نفسانی خواہشات کی پیروی کا ہے، ...... کیونکہ لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور نفسانی خواہشات کی پیروی حق سے بھٹکا دیتی ہے، ...... خبردار! بے شک دنیا پیٹھ پھیرنے والی ہے اور یقیناً آخرت آنے والی ہے، ...... اور ان دونوں ہی کے چاہنے والے ہیں، ...... پس تم آخرت کے چاہنے والے بنو اور دنیا کے چاہنے والے نہ بنو، ...... آج عمل ہے حساب نہیں اور کل (قیامت میں) حساب ہوگا عمل کا موقع نہیں ہوگا۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجلس میں شریک لوگوں سے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے زیادہ نمازیں پڑھنے والے، ان سے زیادہ روزے رکھنے والے اوران سے زیادہ جہاد کرنے والے ہو لیکن وہ حضرات تم سے بہتر تھے۔'' تو لوگوں نے عرض: ''اے ابوعبد الرحمٰن! اس کی کیا وجہ ہے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ اس لئے کہ حضور رحمت عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تم سے زیادہ دنیا سے کنارہ کشی کرنے والے اور تم سے زیادہ آخرت میں رغبت رکھنے والے تھے۔''

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اے بنی آدم! تو ساری زمین اپنے پاؤں تلے روند ڈال (اور اس کا مالک بن جا) پھر بھی تیری قبر زمین کے تھوڑے سے ٹکڑے پر ہی بنے گی،......اے ابن آدم! تیری زندگی دنوں میں بٹی ہوئی ہے جب بھی ایک دن گزرتا ہے تیری زندگی کا کچھ حصہ کم ہوجاتا ہے،......اے ابن آدم! جس دن سے تیری ماں نے تجھے جنا ہے تو اپنی عمر کے خاتمے کی طرف بڑھ رہا ہے۔''

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا: ''بروزِ قیامت دنیا کو ایک بدصورت نیلی آنکھوں والی بوڑھی عورت کے روپ میں لایا جائے گا جس

کے (ڈراؤنے) دانت نظر آرہے ہوں گے اور وہ تمام انسانوں کے سامنے ہو جائے گی، اُن سے پوچھا جائے گا: ''کیا تم اس کو جانتے ہو؟'' وہ جواب دیں گے: ''ہم اس کی پہچان سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتے ہیں۔'' تو کہا جائے گا: ''یہی ہے وہ دنیا ہے جسے حاصل کرنے کے لئے تم ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے، اس کو پانے کے لئے قطع رحمی (یعنی رشتے داری توڑ دیا) کرتے تھے، اس کی خاطر ایک دوسرے پر غرور اور حسد کرتے تھے اور اسی کے لئے ایک دوسرے سے بغض رکھتے تھے۔''

پھر دنیا کو بوڑھی عورت کے روپ میں جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو وہ کہے گی: ''اے اللہ عزوجل! میرے چاہنے والے، میرے پیچھے آنے والے کہاں گئے؟ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''اس کے پیچھے بھاگنے والوں اور چاہنے والوں کو بھی اس کے پاس (جہنم میں) پہنچا دو۔''

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''کیا میں تمہیں ان دو دنوں اور دو راتوں کے بارے میں نہ بتاؤں جن کی مثل مخلوق نے نہیں سنی، (۱) ایک دن وہ ہے جب اللہ عزوجل کی طرف سے آنے والا تیرے پاس رضائے الٰہی عزوجل کا مژدہ لے کر آئے گا یا اس کی ناراضگی کا پیغام۔ اور (۲) دوسرا دن وہ جب تو اپنا نامۂ اعمال لینے کے لئے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں حاضر ہوگا اور وہ نامۂ اعمال تیرے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا بائیں میں۔ (اور دو راتوں میں سے) (۱) ایک رات وہ ہے جو میت اپنی قبر میں گزارے گی اور اس سے پہلے اس نے ایسی رات کبھی

نہیں گزاری ہوگی۔اور(۲) دوسری رات وہ ہے جس کی صبح کو قیامت کا دن ہوگا اور پھر اس کے بعد کوئی رات نہیں آئے گی۔''

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ **اور دنیا کی مذمت:**

حضرتِ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشادفرماتے ہیں:''جس شخص کو دنیامیں سے کچھ حصّہ دیا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے:''یہ لے لو اور اِس سے دوگنی حرص،دوگنی مشغولیت اور دوگنا غم بھی لے لو۔''اور جس کو دنیا میں کوئی نعمت دی جاتی ہے تو اس کی آخرت سے اتنا حصہ کم کر دیا جاتا ہے۔'' پھر اللہ عزوجل کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا:''دنیا سے جو بھی لو سوچ سمجھ کر لو،پس چاہو تو کم لو اور چاہو تو زیادہ لو۔''

سب سے بڑازاھد اورسخی

کہا گیا ہے کہ''لوگوں میں سب سے بڑا زاہد(دنیا سے کنارکشی کرنے والا)وہ ہے جس کی کمائی پاکیزہ اور حلال ہے اگرچہ وہ دنیا پر حریص ہی کیوں نہ ہو۔

اور لوگوں میں سب سے بڑا دنیا کا طلب گار اور اس میں رغبت رکھنے والا وہ ہے جو اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ جو کمایا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔ پھر اگر چہ وہ دنیا سے اعراض کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔

اور لوگوں میں سب بڑا سخی وہ ہے جو حقوق اللہ عزوجل کو عمدہ طریقے پر ادا کرے اگرچہ اس کے علاوہ دیگر کاموں میں لوگ اسے بخیل ہی کہتے ہوں۔

اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو اللہ عزوجل کے حقوق کی ادائیگی میں بخل کرے اگر چہ دوسرے کاموں میں لوگ اُسے سخی ہی کہتے ہوں۔''

سونا اور مٹی کا ٹھیکرا:

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر دنیا فنا ہو جانے والے سونے کی بنی ہوئی ہوتی اور آخرت باقی رہنے والے مٹی کے ٹھیکرے سے تو پھر بھی ہم پر لازم ہوتا کہ ہم باقی رہنے والے ٹھیکرے کو ختم ہو جانے والے سونے پر ترجیح دیں (تو اے لوگو!) پھر ہم نے کیونکر باقی رہنے والے سونے (یعنی آخرت) کے مقابلے میں فنا ہونے والے مٹی کے ٹھیکرے (یعنی دنیا) کو اختیار کر رکھا ہے؟''

حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحتیں:

حضرت سیدنا لقمان علیہ رحمۃ اللہ المنان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بیٹے! یقیناً دنیا ایک گہرا سمندر ہے اور اس میں بہت سارے لوگ غرق ہو چکے ہیں پس اس گہرے سمندر میں نجات کے لئے تیرا سفینہ، خوفِ خدا عزوجل ہونا چاہیے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ نصیحت بھی فرمائی: ''اے میرے بیٹے! دنیا کو آخرت کے عوض بیچ ڈال، دونوں سے نفع پائے گا اور آخرت کو دنیا کے بدلے مت بیچ، ورنہ دونوں جہاں میں خسارہ پائے گا۔''

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ و نصیحت:

امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے وعظ و نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائی! بے شک دنیا پھسلنے کی جگہ اور ذلت کا گھر ہے، ......اس کو آباد کرنے والے خرابی کی طرف بڑھ رہے ہیں، ......اس میں رہنے والے قبروں کی طرف جانے

والے ہیں، ......اس کا شیرازہ بکھرنے پر موقوف ہے، ......اس کی مالداری، غربت میں بدل جاتی ہے، ......اس کا دولت مند تنگدست ہوجاتا ہے اور تنگدست دولت مند بن جاتا ہے، ......اللہ سے ڈرو اور اس کے عطا کردہ رزق پر راضی رہو، ...... باقی رہنے والے گھر (جنت) سے فنا ہونے والے گھر (دنیا) کے لئے پیشگی وصول نہ کر، ......تیری زندگی زائل ہوجانے والے سائے اور گرنے والی دیوار کی طرح ہے، ......پس اچھے عمل زیادہ کرو اور امیدیں کم رکھو۔''

دُنیا کی چھ چیزیں اور اُن کی حقیقت:

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''دنیا چھ چیزوں پر مشتمل ہے (۱)غذا (۲)مشروب (۳)لباس (۴)سواری (۵)نکاح اور (۶) خوشبو۔ (۱)......سب سے اعلیٰ غذا شہد ہے اور وہ مکھیوں کا لعاب ہے۔ (۲)......سب سے اعلیٰ مشروب پانی ہے اور اس میں نیک، بد، انسان اور حیوان سب برابر ہیں۔ (۳)......سب سے اعلیٰ لباس ریشم ہے اور وہ کیڑے سے بنایا جاتا ہے۔ (۴)......سب سے اعلیٰ سواری گھوڑا ہے اور اس پر مردوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ (۵)......نکاح میں سے سب اعلیٰ نعمت عورت سے صحبت کرنا ہے اور وہ شرم گاہ کا شرم گاہ میں جانا ہے ۔اور عورت اپنے بدن میں اچھے اعضا کو سنوارتی ہے ، لیکن اس سے ارادہ سب سے بری چیز کا کیا جاتا ہے اور (۶)......سب سے اعلیٰ خوشبو مُشک ہے اور وہ ہرن کا خون ہے۔''

دنیا کی مذمت پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار:

حضرت امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی نے دنیا کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَنْ يَذُقِ الدُّنْيَافَإِنِّيْ طَعِمْتُهَا ۔۔۔ وَسِيْقَ لِيْ عَذْبُهَاوَعَذَابُهَا

فَلَمْ اَرَهَااِلَّاغُرُوْرًاوَّبَاطِلًا ۔۔۔ كَمَالَاحَ مِنْ اُفُقِ الْفَلَاةِ سَرَابُهَا

وَمَاهِيَ اِلَّاجِيْفَةٌ مُّسْتَحِيْلَةٌ ۔۔۔ عَلَيْهَاكِلَابٌ هَمُّهُنَّ اِجْتِذَابُهَا

فَاِنْ تَجْتَنِبْهَاعِشْتَ سِلْمًالِاَهْلِهَا ۔۔۔ وَاِنْ تَجْتَذِبْهَانَاهَشَتْكَ كِلَابُهَا

ترجمہ: (۱)......اور کون ہے جو دنیا کو چکھے پس میں نے اسے چکھا تو اس کی مٹھاس اور اس کی تکلیفیں میری طرف بڑھادی گئیں۔

(۲)......میں نے اِسے متکبر اور ناحق پایا جیسے ریت کے ٹیلے پر اس کا سراب چمکتا ہے۔

(۳)...... یہ دنیا ایک سڑے ہوئے مردار کی طرح ہے جس پر کتوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے جن کا کام نوچنا اور پھاڑ کھانا ہے۔

(۴)......اگر تو اس دنیا سے بچ کر رہے تو دنیا والوں کو امن دینے والی زندگی گزارے گا اور اگر اسے لینے کی کوشش کرے گا تو اس کے کتے تجھے نوچ ڈالیں گے۔

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلامِ باری تعالٰی	ضياء القرآن لاهور
2	كنز الايمان فی ترجمة القرآن	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ضياء القرآن لاهور
3	صَحِيحُ الْبُخَارِي	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الكتب العلمية بيروت
4	صحيح مسلم	امام مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بيروت
5	سُنَن الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار الفكر بيروت
6	اَلْمُسْنَدُ لِلإِمَامِ اَحْمَد بن حنبل	امام احمد بن حنبل متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الفكر بيروت
7	المستدرك للحاكم	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری متوفّٰی ۴۰۵ھ	دارالمعرفه بيروت
8	اَلْمُعْجَمُ الْكَبِير	امام سلیمان بن احمد طبرانی متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار احياء التراث العربی
9	اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط	امام سلیمان بن احمد طبرانی متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الكتب العلمية بيروت
10	شُعَبُ الْإِيمَان	امام احمد بن حسین بیہقی متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الكتب العلمية بيروت
11	التَّرغِيب و التَّرهِيب	امام زکی الدین عبدالعظیم المنذری متوفّٰی ۶۵۶ھ	دار الفكر بيروت
12	فَتْحُ الْبَارِیْ شَرح صَحِيح الْبُخَارِی	الحافظ ابن حجر العسقلانی الشافعی متوفّٰی ۸۵۲ھ	دار الكتب العلمية بيروت
13	فَتَاوٰی رِضْوِيَه	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاهور
14	حدائق بخشش	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مكتبة المدينه
15	مِرْاٰةُ الْمَنَاجِيح شَرح مِشْكٰوةِ الْمَصَابِيح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	ضياء القرآن لاهور

مجلس المدینة العلمیة کی طرف سے پیش کردہ قابلِ مطالعہ کتب

شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمة اللّٰہ علیہ

(۱) **کرنسی نوٹ کے مسائل** (کِفلُ الفَقِیہِ الفَاھِمِ فِيْ اَحکَامِ قِرطَاسِ الدَّرَاھِمْ) (کل صفحات:199)

(۲) **ولایت کا آسان راستہ** (تصورِ شیخ) (اَلیَاقُوتَةُ الوَاسِطَةُ) (کل صفحات:60)

(۳) **ایمان کی پہچان** (حاشیہ تمہیدِ ایمان) (کل صفحات: 74)

(۴) **معاشی ترقی کا راز** (حاشیہ وتشریح تدبیرِ فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

(۵) **شریعت وطریقت** (مَقالِ عُرَفا بَاِعزَازِ شَرع وعُلَما) (کل صفحات:57)

(۶) **ثبوتِ ہلال کے طریقے** (طُرُقُ اِثبَاتِ ھِلَالِ) (کل صفحات:63)

(۷) **اعلیٰ حضرت سے سوال جواب** (اِظھَارُ الحَقِّ الجَلِيْ) (کل صفحات:100)

(۸) **عیدین میں گلے ملنا کیسا؟** (وِشَاحُ الجِیدِ فِيْ تَحلِیلِ مُعَانَقَةِ العِیدِ) (کل صفحات:55)

(۹) **راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے فضائل** (رَادُّ القَحطِ وَالوَبَاءِ بِدَعوَةِ الجِیرَانِ وَمُوَاسَاةِ الفُقَرَاءِ) (کل صفحات:40)

(۱۰) **والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق** (اَلحُقُوقُ لِطَرحِ العُقُوقِ) (کل صفحات:125)

(۱۱) **دعاء کے فضائل** (اَحسَنُ الوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیلُ المُدَّعَا لِاَحسَنُ الوِعَاءِ) (کل صفحات:140)

شائع ہونے والی عربی کتب:

از امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خان علیہ رحمة الرحمٰن

(۱۲) کِفلُ الفَقِیہِ الفَاھِمِ (کل صفحات:74)۔ (۱۳) تَمهِیدُ الاِیمَان ۔ (کل صفحات:77) (۱٤) اَلاِجَازَاتُ المَتِینَة (کل صفحات:62)۔ (۱۵) اِقَامَةُ القِیَامَةِ (کل صفحات:60) (۱٦) اَلفَضلُ المَوھَبِی (کل صفحات:46) (۱۷) اَجلَی الاِعلَامِ (کل صفحات:70) (۱۸) اَلزَّمزَمَةُ القُمرِیَّةِ (کل صفحات:93)

(۱۹، ۲۰، ۲۱) جَدُّ المُمتَارِ عَلٰی رَدِّالمُحتَارِ (المجلد الاول والثانی والثالث) (کل صفحات: 570، 672)

شعبہ اصلاحی کتب

(۲۲) **خوفِ خدا عزوجل** (کل صفحات:160)

(۲۳) **انفرادی کوشش** (کل صفحات:200)

(۲۴) **تنگ دستی کے اسباب** (کل صفحات:33)

(۲۵) **فکرِ مدینہ** (کل صفحات:164)

(۲۶) **امتحان کی تیاری کیسے کریں؟** (کل صفحات:32)

(۲۷) **نماز میں لقمہ کے مسائل** (کل صفحات:39)

(۲۸) **جنت کی دو چابیاں** (کل صفحات:152)

(۲۹) **کامیاب استاذ کون؟** (کل صفحات:43)

شعبہ تراجمِ کتب

﴿شعبہ درسی کتب﴾

(۷۶) تعریفاتِ نحویہ (کل صفحات:45) (۷۷) کتاب العقائد (کل صفحات:64)

(۷۸) نزهة النظر شرح نخبة الفكر (کل صفحات:175) (۷۹) اربعین النوویہ (کل صفحات:121)

(۸۰) نصاب التجوید (کل صفحات:79) (۸۱) گلدستۂ عقائد واعمال (کل صفحات:180)

(۸۲) وقاية النحو فی شرح هداية النحو (۸۳) شرح مائۃ عامل (کل صفحات:38)

(۸۴) صرف بہائی مع حاشیہ صرف بنائی (کل صفحات:55) (۸۵) المحادثۃ العربیۃ (کل صفحات:101)

(۸۶) شرح اربعین النوویہ فی الاحادیث الصحیحۃ النبویۃ (کل صفحات:155)

﴿شعبہ تخریج﴾

(۸۷) عجائب القراٰن مع غرائب القراٰن (کل صفحات:422) (۸۸) جنتی زیور (کل صفحات:679)

(۸۹تا۹۴) بہارِ شریعت (چھ حصے) (۹۵) اسلامی زندگی (کل صفحات:170)

(۹۶) آئینۂ قیامت (کل صفحات:108) (۹۷) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کل صفحات274)

(۹۸) اُمہات المؤمنین (کل صفحات:59) (۹۹) علم القرآن (کل صفحات:244)

(۱۰۰) اخلاق الصالحین (کل صفحات:78) (۱۰۱) اچھے ماحول کی برکتیں (کل صفحات:56)

دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ فکر مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی (اسلامی) ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے (دعوتِ اسلامی کے) ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے ان شاءاللہ عزوجل اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سُنّتوں کی تربیّت کے لیے سفر اور روزانہ **"فکرِ مدینہ"** کے ذَرِیعے مَدَنی اِنعامات کا رِسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذمّہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ